www.KitaboSunnat.com

خبریں پہنچ رہی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ بھی پتہ چلا کہ قبیلہ بنو مصطلق آپ کے خلاف صف آراء ہونے کے لیے اکٹھا ہو رہا ہے اور اپنی طاقت کو مجتمع کرنے کے لیے پوری طرح کوشاں ہے لیکن نبی کریم ﷺ نے اپنے طریق کار اور حکمت نبویہ کو بروئے کار لاتے ہوئے اس خبر کی تصدیق کرنے کا اہتمام کیا جو آپ تک بنی مصطلق کے بارے میں پہنچ چکی تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے بریدہ بن حصیب بن عبداللہ الاسلمی رضی اللہ عنہ کو اس قوم کے بارے میں صحیح معلومات حاصل کرنے کے لیے اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا۔ وہ وہاں گئے اور ان کے سردار حارث بن ابی ضرار سے ملے، اس سے باتیں کیں اور ان کی خفیہ سرگرمیوں سے آگاہی حاصل کی۔ وہ وہاں پہنچ کر صورت حال کا جائزہ لے کر اس نتیجے پر پہنچے کہ وہ واقعی رسول اللہ ﷺ سے بھرپور مقابلہ کرنے کا پختہ ارادہ رکھتے ہیں تاکہ آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو ان کی سرزمین اور گھروں سے نکال دیا جائے اور اس سارے علاقے پر بلا شرکت غیرے ان کا قبضہ ہو جائے۔

سیدنا بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ قوم کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کر کے واپس آئے۔ انکے ارادوں، نیتوں اور برے عزائم کے بارے میں آگاہی حاصل کر کے یہ ساری معلومات رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیں اور جو انھوں نے پلان تیار کر رکھا تھا رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع دے دی اور ان کا ظاہر و باطن کھول کر آپ کی خدمت میں رکھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ اطلاع پا کر اپنے صحابہ کو بلایا اور سات سو جنگجو افراد پر مشتمل لشکر تیار کیا اور اس لشکر کو اپنی قیادت میں لے کر جلدی سے قبیلہ بنو مصطلق کی طرف روانہ ہوئے۔ اس جنگی سفر میں آپ کے ساتھ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

بنو مصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار کو لشکر اسلام کی پیش قدمی کی اطلاع ہوئی تو وہ یہ دیکھ کر گھبرا گیا کہ میرا لشکر تو مکڑی کے جالے کی طرح کمزور ہے، اب کیا بنے گا۔ اسے اپنی جان کے لالے پڑ گئے اور وہ اتنا خوف زدہ ہوا کہ اس کے شانے خوف و ہراس سے کپکپانے لگے۔ اضطراب، بے چینی اور پریشانی نے اسے اپنی گرفت میں لے لیا۔ یہ صورت حال دیکھ کر اس کا لشکر بھی گھبرا گیا۔ دوسرے قبائل بھی اس سردار کو اس کی قوم کے ساتھ چھوڑ کر تتر بتر ہو گئے کہ یہ جانیں اور ان کا کام۔ اس کی قوم بھی خوف و ہراس میں مبتلا تھی، لیکن رسول اللہ ﷺ لشکر اسلام کی قیادت کرتے مریسیع مقام تک پہنچ چکے تھے اور وہاں پہنچ کر آپ خیمہ زن ہو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا ازدواجی خاکہ

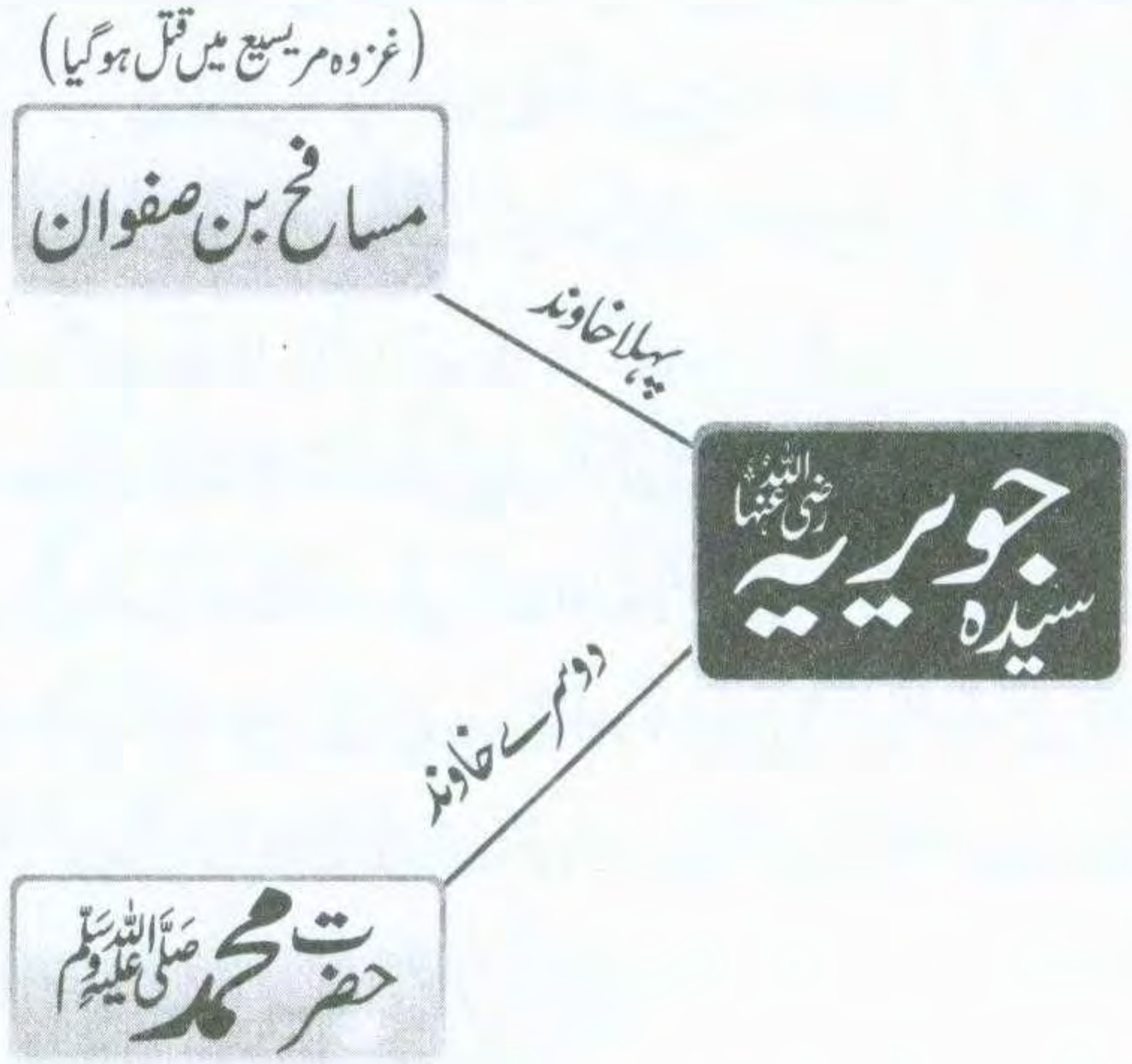

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا بنو مصطلق سے تھیں۔

آپ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ رکھا۔

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی پہلی شادی مسافح بن صفوان سے ہوئی وہ غزوہ مریسیع میں قتل ہوا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے۔ دونوں طرف کے جنگجو لڑائی کے لیے تیار ہو گئے۔ لڑائی شروع ہونے سے پہلے حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ بنو مصطلق میں یہ اعلان کر دیں کہ اگر تم لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ دو، اللہ کے معبود حقیقی ہونے کا اعتراف کر لو تو تمھاری جانیں اور مال محفوظ ہو جائیں گے۔ ①

لیکن بنو مصطلق پر شیطان سوار تھا اور وہ شیطانی غرور و تکبر میں مبتلا تھے، انھوں نے حق کی دعوت، نور حقیقت اور اسلام کی سر بلندی کو تسلیم کرنے سے صاف انکار کر دیا اور لڑائی کا آغاز کر دیا۔ ان میں سے ایک شخص نے مسلمانوں پر تیر پھینکا اور لڑائی کی ڈور کو آگ لگا دی۔ رسول اللہ ﷺ نے صورت حال کا جائزہ لے کر مجاہدین اسلام کو یہ حکم دیا کہ دشمن پر یکبارگی حملہ کر دو۔ انھوں نے ایسا ہی کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے مسلمان اپنے دشمن پر چھا گئے، سب کو اپنے قابو میں کر لیا اور دشمن کے دس افراد تہہ تیغ ہو گئے۔

جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کا خاوند ان دس افراد میں شامل تھا جنہیں مسلمانوں کی تلواروں نے چھلنی کر دیا تھا۔ باقی سب گرفتار کر لیے گئے اور وہ تقریباً سات سو افراد تھے۔ ان کی خواتین اور اولاد کو بھی قیدی بنا لیا گیا، ان کے چوپائے اور بکریاں ہانک کر آگے لگا لی گئیں۔ ② اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو سرفرازی عطا کی اور اس معرکے میں فتح و نصرت سے نوازا۔

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا اور غلبہ پانے والوں کی مدد

جب غزوہ بنی مصطلق لشکر اسلام کی فتح و کامرانی پر اختتام پذیر ہوا تو رسول اللہ ﷺ کامیاب و کامران ہو کر مدینہ منورہ کی طرف لوٹے۔ دشمن کے قیدی، مال غنیمت، عورتیں اور بچے لشکر اسلام کے آگے آگے تھے۔ وافر مقدار میں حاصل ہونے والے مال غنیمت سے لشکر اسلام کے تمام شرکاء دلی طور پر بڑے خوش تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے اللہ نے ان کو غنی کر دیا تھا۔ اس سلسلے میں جو روایات ہم تک پہنچی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ سات سو سے زیادہ افراد

---

① انساب الاشراف (۱/ ۳۴۱)

② صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بنی المصطلق رقم الحدیث (۴۱۳۸)، صحیح مسلم کتاب النکاح باب حکم العزل (۴۱۳۸)، دلائل النبوۃ للبیھقی (۴/ ۴۸)، تاریخ الاسلام للذھبی (المغازی ص ۲۵۸، ۲۶۰)، سیرۃ الحلبیۃ (۲/ ۵۸۴، ۵۸۵)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیدی تھے اور ان قیدیوں میں عورتیں اور بچے بھی تھی اور یہ افراد تقریباً دو سو گھروں کے باسی تھے۔ نیز دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار کے لگ بھگ بکریاں مال غنیمت میں حاصل ہوئی تھیں۔

مجاہدین کے درمیان مال غنیمت، عورتیں اور بچے تقسیم کیے گئے۔ ان قیدیوں میں بنو مصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار کی دانشمند اور سلیقہ شعار بیٹی جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بھی تھی جو کہ ابھی نو عمر تھیں۔ یہ ثابت بن قیس بن شماس انصاری رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئیں۔ انھوں نے ۹ اوقیہ سونا لے کر انھیں آزاد کرنے کا معاہدہ کر لیا۔

سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا جب گرفتار ہوئیں تو بالکل نوخیز اور نوعمر تھیں، لیکن اللہ نے انھیں عقل، عمدہ اخلاق، فکر سلیم، معاملہ فہمی، فصاحت و بلاغت اور موقع محل کے مطابق بات کرنے کا بہترین سلیقہ عطا کر رکھا تھا اور وہ ایسے دل پذیر انداز میں بات کہتیں کہ سننے والا متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا۔

وہ اعلیٰ خاندانی نسبت کی بنا پر اپنی غلامی پر خوش نہیں رہ سکتی تھیں۔ انھوں نے آزادی کے لیے سوچا اور باعزت گھرانے میں زندگی بسر کرنے کی ٹھانی۔ ایسے گھر میں رہنے کے لیے سوچا جس پر عزت، عظمت اور سرفرازی کے پھریرے لہرا رہے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ثابت بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ معاہدہ کرنے کے لیے رضا مند ہو گئیں حالانکہ آزادی کے لیے جو رقم ادا کرنی تھی وہ بہت زیادہ تھی۔ وہ اپنی ذہانت و فطانت کی بنا پر بلندیوں کی طرف دیکھ رہی تھیں اور اعلیٰ اوصاف کو اپنانے کے درپے تھیں تا کہ عظمت کے بلند مقام پر فائز ہو سکیں۔ وہ بڑے حوصلے والی خاتون تھیں۔ انھوں نے اپنے خاندانی پس منظر کو سامنے رکھتے ہوئے ان کٹھن دنوں میں یہ کوشش کی کہ سید کائنات سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسبت قائم ہو سکے اور اس طرح یہ ام المومنین کے بلند مقام پر فائز ہو سکتی ہیں اور اس سے اعلیٰ، ارفع اور عزت والا مرتبہ بھلا اور کیا ہو سکتا ہے؟

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا خواتین اہل بیت کی سنہری لڑی میں کیسے منسلک ہوئیں؟ آیئے! اس کا کھوج اگلی سطروں میں لگاتے ہیں۔

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی سرداری و سربلندی

اللہ تعالیٰ نے سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا پر اپنا بڑا افضل و کرم کیا تھا۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کی طرف دیکھا اور تعریف کے انداز میں فرمایا:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((كَانَتْ حُلْوَةً مَلَّاحَةً))

''کہ وہ بڑی خوش منظر اور حسین وجمیل ہیں۔''

حالات و واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے حسن و جمال نے انھیں خواتین میں ممتاز مقام پر فائز کر دیا تھا۔ ان کی سوچ کی پرواز بڑی بلند تھی اور اونچے مقام پر فائز ہونے کی امید لگائے ہوئے تھیں۔ ان کی خداداد فراست اور اعلیٰ درجے کی تربیت کا تقاضا بھی یہی تھا۔

ان کی نفسیاتی برتری، تصوراتی رفعت اور امیدوں کی سر بلندی نے انھیں سوچنے پر مجبور کیا کہ اپنی آزادی کے لیے بھاری قیمت کی ادائیگی کے لیے خیر البشر، مکارم اخلاق کی بلندیوں پر فائز سید کائنات سے رابطہ کیا جائے تاکہ وہ خوشحالی کی زندگی بسر کرنے کے لیے غلامی کے چنگل سے نکلنے میں مدد فراہم کریں۔

یہ سوچ کر جویریہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں جنھوں نے ابھی تھوڑی دیر پہلے ان کی قوم کو شکست سے دو چار کیا تھا اور ان کے مردوں، عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا تھا۔ یہ کل ہی کی تو بات تھی۔ وہ بھی قوم کے دیگر قیدیوں کے ساتھ تھیں، البتہ یہ قوم کے سردار کی بیٹی تھیں اور یہ مسلمانوں میں سے بڑے بلند مرتبہ فصیح و بلیغ اور انصار کے مشہور و معروف خطیب ثابت بن قیس الانصاری رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی تھیں۔ جب کبھی دشمن کے مدمقابل میں خطابت کے جوہر دکھلانے کا وقت آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں سامنے لاتے اور یہ اپنے زور خطابت سے محفل میں چھا جاتے تھے لیکن سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا اپنی طبعی برتری کی وجہ سے غلامی کی ذلت و رسوائی کو برداشت نہ کر سکتی تھیں۔ جویریہ رضی اللہ عنہا اپنی آزادی کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد حاصل کرنے آ کھڑی ہوئیں اور ادب و احترام سے کہنے لگیں: یا رسول اللہ! میں ایک مسلمان عورت ہوں، میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ میں اپنی قوم کے سردار حارث بن ابی ضرار کی بیٹی ہوں اور میری صورت حال آپ پر واضح ہے۔

ایک روایت میں مذکور ہے کہ انھوں نے یوں کہا: میں جس مصیبت میں گرفتار ہوں آپ سے مخفی نہیں۔ میں ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی ہوں، انھوں نے مجھ سے آزاد کرنے کے لیے جو معاہدہ کیا وہ قیمت بہت زیادہ ہے جو میں ادا کرنے کی سکت نہیں رکھتی۔ سونے کے نو اوقیے میں کہاں سے ادا کروں گی؟ اور میں غلام بھی نہیں رہنا چاہتی۔ آپ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوئی ہوں کہ آپ میری مدد کیجیے۔ ①

آپ ذرا ان لمحات کو اپنے تصور میں لائیے کہ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فیاضی کی امید دل میں بسائے ہوئے ان کی خدمت میں حاضر ہوتی ہیں اور وہ یہ سمجھتی ہیں کہ آپ ہی ان کو آزاد کرانے میں مؤثر کردار ادا کر سکتے ہیں اور آپ ہی سے یہ امید کی جا سکتی ہے کہ آزادی کی نعمت دلا سکیں، لیکن یہ بات کون جانتا تھا کہ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تعاون کے لیے پیش ہونا انھیں کن بلندیوں پر پہنچا دے گا؟ کس طرح ان کے نصیب جاگ اٹھیں گے اور وہ ام المومنین کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو جائیں گی اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے حبالہ عقد میں آ جائیں گی۔ یہ کون جانتا تھا کہ انھیں یہ بلند مقام مل جائے گا؟ یہ صرف اللہ علیم وخبیر ہی جانتا تھا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ تو تخلیق ارض وسماء سے پہلے ہی جانتا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مؤمن مسلمان عورت کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت الفردوس میں لے جائیں گے، بلاشبہ یہ جنت میں سب سے زیادہ بلند مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ بھی جانتے تھے کہ یہ انھیں غلامی کی اتھاہ گہرائیوں سے نکال کر آزادی کی روشن بلندیوں پر پہنچا دیں گے اور پھر وہاں انھیں سرداری، سرفرازی اور سربلندی نصیب ہوگی اور یہ خاتون سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیقہ حیات بن جائے گی، اس طرح انھیں ام المومنین بننے کا شرف حاصل ہو جائے گا اور ثابت بن قیس رضی اللہ عنہما کی بھی یہ ماں کہلائے گی۔

اس سے بھی بھلا بلند مرتبہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ انھیں خواتین عالم کی سردار بننے کا اعزاز حاصل ہو اور انھوں نے ان ازواج مطہرات کی فہرست میں شامل ہونے کا شرف حاصل کیا جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی آلائش سے پاک کر دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بات نے اس خاتون کی کایا پلٹ دی۔ ہوا یوں کہ جب جویریہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی آزادی کے لیے مدد کی درخواست کی تو آپ نے ارشاد فرمایا: اگر اس سے بہتر کی تم کو پیش کش کی جائے تو کیا خیال ہے؟ انھوں نے پرامید لہجے اور روشن ضمیر طرز ادا اپناتے ہوئے عرض کی: اے اللہ کے رسول! وہ کیا؟

---

① الاصابة (۴/ ۲۵۷)، السمط الثمین (ص۱۳۴، ۱۳۵)، تاریخ الطبری (۲/ ۱۱۱)، الکامل (۲/ ۱۹۲)، المغازی (۱/ ۴۱۰)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا: میں معاہدے کی رقم ادا کر دیتا ہوں اور تم کو اپنے حبالہ عقد میں لے لیتا ہوں۔ [1] اللہ اکبر! آسمان غیب سے رحمت کی یہ موسلا دھار بارش اچانک آ ٹپکی تاکہ وہ اس دل کو تر و تازہ کر دے جو تھوڑی دیر پہلے غلامی کی آگ میں جل رہا تھا۔

اللہ اکبر! یہ سن کر جویریہ رضی اللہ عنہا کے احساسات و جذبات میں ایک طوفان برپا ہو گیا۔ وہ سوچنے لگیں کہ ایک ہی جست میں اتنی بلندی، اتنی سرفرازی، اتنی اڑان؟ میری خوش قسمتی کے کیا کہنے! اس سے بڑھ کر اور کیا سر بلندی ہو سکتی ہے؟ کہ رسول اللہ ﷺ معاہدے کی رقم ادا کر کے مجھے اپنے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک کر لیں۔ آہا میں کتنی خوش نصیب ہوں، مجھے اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیے؟ وہ تو آزادی کی طلب لے کر حاضر خدمت ہوئی تھیں لیکن اس کی جھولی میں دنیا و آخرت کی دولت ڈال دی گئی۔

جویریہ رضی اللہ عنہا جب نبی کریم ﷺ سے باتیں کر رہی تھیں اور آپ کے فرمودات کو ہمہ تن گوش سن رہی تھیں تو دل میں بے پناہ اطمینان و سکون تھا، روح میں روشنی اتری ہوئی تھی اور وہ اپنی خداداد بصیرت سے اپنے روشن مستقبل کو دیکھ رہی تھیں۔ انھوں نے بڑے ہی باوقار اور پرسکون انداز میں رسول اللہ ﷺ کی پیش کش کا جواب دیتے ہوئے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں راضی ہوں، مجھے اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیے؟ اے اللہ کے رسول! میں آپ کی تہہ دل سے ممنون ہوں۔

ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہا کی برکت

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا ام المومنین اور سید الاولین و الآخرین ﷺ کی زوجہ محترمہ بن کر خانہ نبوی کے آنگن میں داخل ہوئیں۔ یہ ایک بڑی خبر مسلمانوں کے کانوں میں پڑی تو ہر گھر اور محفل میں یہی بات ہونے لگی۔ اس نئے واقعہ نے آفاق کو روشن کر دیا۔ ہر طرف اس کی روشنی یوں پھیلی جیسے آسمان پر بجلی چمکتی ہے تو آفاق جگمگا اٹھتے ہیں۔

وہ مسلمان جن کو محمدی تربیت نے خالص کر دیا تھا اور قرآنی آیات نے انھیں مہذب بنا دیا تھا، وہ کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ جویریہ بنت حارث مصطلقیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی ہے۔ یہ خبر سنتے ہی انھوں نے تمام قیدیوں کو آزاد کر دیا اور کہنے لگے کہ یہ سب قیدی تو اسی قوم سے تعلق رکھتے ہیں جس قوم سے سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ چونکہ اب وہ ام المومنین کے

[1] تاریخ الاسلام (المغازی ص۲۶۳)، انساب الاشراف (۱/ ۴۴۱)، مغازی للواقدی (۱/ ۴۱۰)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درجے پر فائز ہو چکی ہیں لہٰذا ان کی قوم کے کسی فرد کو غلام یا کنیز کی صورت میں اپنے پاس رکھنا اخلاقاً درست نہیں ہے۔ اس لیے تمام افرادِ قوم کو آزاد کر دیا گیا۔ ①

جب ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ خوشگوار منظر دیکھا تو گفتگو کرتے ہوئے فرمانے لگیں: ذرا ہر زاویئے اور ہر پہلو سے ان خوشگوار لمحات کا تصور کیجیے کہ انھوں نے نہایت خوش اسلوبی سے بڑے مختصر الفاظ میں یہ کہا کہ ہم نے اپنی قوم کے لیے خیر و برکت کے اعتبار سے اس سے بڑھ کر کسی خاتون کو نہیں دیکھا۔ سبحان اللہ! اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے سو گھر کے افراد کو آزادی کی نعمت سے سرفراز فرما دیا۔ ②

جویریہ رضی اللہ عنہا کا اصلی نام برہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر ان کا نام جویریہ رکھ دیا۔ آپ کو یہ بات اچھی نہ لگتی تھی کہ یہ کہا جائے کہ برہ (نیکی) کے پاس سے نکل کر گئے ہیں۔ ③

الاستیعاب میں ابوعمر قرطبی ابوعبیدہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے شادی ۵ھ میں کی تھی۔ الاستیعاب میں ابوعمر القرطبی ہی فرماتے ہیں کہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر ان کا نام جویریہ رکھ دیا۔ ④ اسی طرح ام المومنین زینب بنت جحش، ام المومنین میمونہ اور زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہن میں سے ہر ایک کا نام برہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نام بدل کر مندرجہ بالا نام رکھے۔ ⑤

جویریہ رضی اللہ عنہا اور ربانی انعام کا جھونکا

دلائل النبوۃ میں امام بیہقی رحمہ اللہ ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

① طبقات ابن سعد (۸/ ۱۱۶)، البدایة والنهایة (۴/ ۱۵۹)، زاد المعاد (۳/ ۱۱۳)، شرح المواهب اللدنية (۲/ ۹۵، ۱۰۲)۔

② سنن ابوداؤد كتاب العتق باب فی بیع المكاتب، ح (۳۹۳۱)، مسند احمد (۶/ ۲۷۷) مستدرك حاكم (۴/ ۲۶، ۲۷)، طبقات ابن سعد (۸/ ۱۱۶، ۱۱۷)، المغازی للواقدی (۱/ ۴۱۱)، السيرة النبوية (ص۱۳۵)، الكامل (۲/ ۱۹۲)، المواهب اللدنية (۲/ ۹۱)

③ صحيح مسلم كتاب الادب باب استحباب رقم الحديث (۲۱۴۰)، مسند احمد (۶/ ۴۲۹، ۴۳۰)، طبقات ابن سعد (۸/ ۱۱۸)، ازواج النبی للصالحی (ص۲۰۷)، المجتبی (ص۹۵)، السمط الثمين (ص۱۳۶)، السيرة الحلبية (۲/ ۵۸۶)۔

④ الاستيعاب (۴/ ۲۵۳)، المغازی (۱/ ۴۱۲)۔ ⑤ السمط الثمين (ص۱۳۶)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ جُوَیْرِیَةَ ﷞ قَالَتْ: رَأَیْتُ قَبْلَ قُدُومِ النَّبِیِّ ﷺ بِثَلَاثِ لَیَالٍ: کَانَّ الْقَمَرَ یَسِیْرُ مِنْ یَثْرِبَ حَتّٰی وَقَعَ فِیْ حِجْرِیْ فَکَرِهْتُ اَنْ اُخْبِرَ اَحَدًا فَلَمَّا سُبِیْنَا رَجَوْتُ الرُّؤْیَا فَاَعْتَقَنِیْ وَتَزَوَّجَنِیْ)) ①

''ام المومنین جویریہ ﷞ سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی آمد سے تین راتیں پہلے خواب میں دیکھا گویا کہ چاند یثرب کی جانب سے چلا آ رہا ہے اور میری گود میں آ کر گر گیا ہے۔ میں نے کسی کو بتانا ناپسند کیا۔ جب ہمیں گرفتار کر لیا گیا تو میں نے خواب کی تعبیر کی امید لگائی اور واقعی آپ نے مجھے آزاد کیا اور مجھ سے شادی کر لی۔''

ام المومنین جویریہ ﷞ کی جب رسول اللہ ﷺ سے شادی ہوئی تو وہ ابھی عنفوان شباب ہی میں تھیں۔ وہ فرماتی ہیں:

((تَزَوَّجَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا بِنْتُ عِشْرِیْنَ سَنَةً)) ②

''رسول اللہ ﷺ نے جب مجھ سے شادی کی، اس وقت میں بیس سال کی تھی۔''

علامہ ذہبی ﷫ سیر اعلام النبلاء میں لکھتے ہیں:

((وَکَانَتْ جُوَیْرِیَةُ ﷞ مِنْ اَجْمَلِ النِّسَاءِ))

''سیدہ جویریہ ﷞ سب سے زیادہ حسین وجمیل عورتوں میں سے تھیں۔''

میرا خیال ہے کہ انعام الٰہی کے جھونکے نے سیدہ جویریہ ﷞ کو بلند مقام پر پہنچا دیا اور وہ امہات المومنین کے مرتبے کو پہنچیں۔ ③ اللہ تعالیٰ نے عقل و دانش اور عمدہ فکر ونظر کا وافر حصہ عطا کر کے عزت کے مقام پر فائز کیا۔ ایمان ان کے دل میں پیوست ہو گیا جس نے ان کے ضمیر کو پرسکون بنا دیا اور وہ اپنی بلند فکری کی وجہ سے بلندیوں کی طرف محو پرواز ہوئیں۔ انھوں نے اپنی فکری سر بلندی کی بنا پر کم تر اور معمولی نوعیت کے معاملات میں کبھی کوئی دلچسپی نہ

① دلائل النبوۃ (۴/ ۵۰)، مستدرك حاکم (۴/ ۲۷)، مغازی الواقدی (۱/ ۴۱۱، ۴۱۲)، البدایة والنهایة (۴/ ۱۵۹)، حیاة الصحابة (۳/ ۳۲۵)، السیرة الحلبیة (۲/ ۵۹۴)۔

② سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۶۳)، المواهب اللدنیة (۲/ ۹۱)۔

③ سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۶۱)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لی بلکہ ان کی نگاہ بلندیوں کی طرف ہی جھانکتی رہی اور یہی حقیقی سرداری کی علامت ہوتی ہے۔

زمانہ جاہلیت میں جبکہ وہ ہر دلعزیز شہزادی تھیں گھر میں قیمتی عالی شان قالین بچھے ہوئے تھے، اونچے اور اعلیٰ قسم کے پلنگ آویزاں تھے، طرح طرح کے تازہ ترین مزیدار ماکولات و مشروبات کا اہتمام تھا اور ہنستی مسکراتی ہوئی سہیلیوں کا ہر وقت جمگھٹا لگا رہتا جن کی کلکاریوں کی وجہ سے گھر کا آنگن کشت زعفران بنا رہتا۔ ہر قسم کے غم و اندوہ سے آزاد، بے فکری کی زندگی میں کسی قسم کے کام کے لیے جسم کے کسی حصے کو کبھی حرکت دینے کی ضرورت بھی پیش نہ آئی۔ کنیزیں اور خادمائیں اتنی کہ اشارہ ابرو کی ہر دم منتظر رہتیں۔

اس نئے دور کے آغاز میں انھوں نے اپنی سابقہ تمام تر عیش و عشرت کو یکسر بھلا دیا تھا۔ اب انھیں اپنا پچھلا دور یوں دکھائی دیتا جیسے آسمان پر بادل آیا اور چلا گیا۔ انھوں نے اپنی خداداد بصیرت اور فہم و فراست سے اخروی زندگی میں ملنے والی نعمتوں کو بھانپ لیا تھا اور اس وجہ سے وہ دنیا کی رعنائیوں کو ترک کر کے ام المومنین کا مقام حاصل کر کے عزت و عظمت، سر بلندی اور سرفرازی کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہوگئی تھیں۔

اس صورت میں انھیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے انوکھا انعام ملا۔ ورنہ جویریہ رضی اللہ عنہا جیسی ایک نوخیز اور نوعمر شہزادی یہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ وہ اس بالی عمر میں دنیوی عیش و عشرت کو یکسر فراموش کر سکے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ان پر خاص فضل و کرم ہوا اور پردہ غیب سے ان کی مدد ہوئی، ان کے ذہن نے یکدم پلٹا کھایا اور وہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں اپنی آزادی کے حصول کی خاطر سید المرسلین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوگئیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ان تاریخی لمحات کی منظر کشی کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ واقعی وہ رقت آمیز اور دلآویز لمحات تھے، جویریہ رضی اللہ عنہا نے جو انداز اپنایا اور جو لب و لہجہ اختیار کیا۔ وہ واقعی بڑا دل گیر تھا۔ انصاف کا تقاضا بھی یہی تھا کہ وہ یہی دلربا اسلوب اپناتی، فرماتی ہیں وہ دیکھنے میں بھی بڑی خوش منظر اور حسین و جمیل تھیں۔ جو بھی ان کی طرف دیکھتا تو وہ ان کے حسن و جمال کو دیکھ کر دم بخود رہ جاتا۔

ان کے حسن و جمال نے صدیقہ کائنات حبیبہ سید المرسلین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دل میں ایک طوفان بپا کر دیا لیکن یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فضل و کرم اور اس کا خاص انعام تھا کہ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے ام المومنین کا اعلیٰ مقام حاصل کرنا تھا اور اس عظیم ترین گھر کے آنگن میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیگر ازواج مطہرات کی فہرست میں شامل ہونا تھا۔ اس موقع پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے صدق وصفا پر مبنی نہایت دلآویز باتیں کیں۔ بھلا اخلاص اور ایمان بھری باتیں وہ کیوں نہ کرتیں؟ جبکہ ان کی تعلیم و تربیت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں ہوئی تھی۔

جب جویریہ رضی اللہ عنہا ان کے حجرے کے دروازے پر آ کر کھڑی ہوئیں تو انھیں دیکھ کر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے احساسات میں جو طوفان بپا ہوا اس کی منظر کشی کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

((فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَاَيْتُهَا عَلٰى بَابِ حُجْرَتِيْ فَكَرِهْتُهَا وَعَرَفْتُ اَنَّهُ سَيَرٰى مِنْهَا ﷺ مَا رَاَيْتُ اَيْ مِنْ مَلَاحَتِهَا))

''اللہ کی قسم! جب میں نے انھیں اپنے حجرے کے دروازے پر دیکھا تو میں نے انھیں ناپسند کیا اور میں نے جان لیا کہ جو حسن و جمال میں نے دیکھا اس پری پیکر کو عنقریب رسول اللہ ﷺ بھی دیکھیں گے۔''

لیکن تقدیر اپنا فیصلہ دے چکی تھی۔ انھیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ام المومنین کے بلند مقام پر فائز ہونا تھا۔ تقدیر کے فیصلے کو بھلا کون روک سکتا ہے!! انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایسے دلربا اسلوب میں بات کی کہ آپ نے اسے اللہ تعالیٰ کا عطیہ سمجھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس خاتون کو خوبیاں ہی اتنی عطا کر رکھی تھیں کہ خواتین عالم کی سردار بننا ان کا حق بنتا تھا، سو وہ بن گئیں۔

فرمانبردار اور ذکر الٰہی کی خوگر

خانہ نبوی میں سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کو عبادت، تقویٰ اور حسن معاشرت کے حوالے سے درست اور صحیح بنیادوں پر آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو ایسا سرور حاصل ہوا جس کی ہر کوئی تمنا کرتا ہے۔ انھوں نے ام المومنین کے قابل رشک مقام پر فائز ہو کر نیکی اور عبادت میں بھرپور حصہ لیا اور رسول اللہ ﷺ کے اخلاق عالیہ اور اوصاف حمیدہ کی نہایت ادب و احترام، اخلاص نیت اور بھرپور ہمت سے خوشہ چینی کی اور فضل و شرف کے اعلیٰ مقام و مرتبہ پر فائز ہوئیں۔

ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ ذکر الٰہی میں مصروف رہنے والی، عبادت گزار، فرمانبردار، اطاعت گزار اور صبر و تحمل کی خوگر جلیل القدر خاتون تھیں۔ وہ صبح و شام، دوپہر اور دن ڈھلے غرض کہ ہر دم تسبیحات کہنے میں مصروف رہتیں اور اللہ کی تقدیس بیان کرتی رہتیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترمذی میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

((اِنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم مَرَّ عَلَيْهَا وَهِيَ فِي مَسْجِدِهَا اَوَّلَ النَّهَارِ، ثُمَّ مَرَّ عَلَيْهَا قَرِيباً مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ فَقَالَ لَهَا مَا زِلْتِ عَلٰى حَالِكِ))

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے اور وہ دن کے شروع میں اپنی مسجد یعنی عبادت والی جگہ میں تھیں، پھر آپ تقریباً دوپہر کو گزرے تو آپ نے فرمایا کہ تو اسی طرح عبادت میں مسلسل مصروف ہے؟''

قَالَتْ: نَعَمْ

انھوں نے کہا: جی ہاں!

قَالَ اَلَا اُعَلِّمُكِ كَلِمَاتٍ تَقُولِيهِنَّ؟

''آپ نے فرمایا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھلاؤں جن کو تو کہے؟''

تو سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ تین بار سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهٖ تین بار، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ تین بار، اور سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ تین بار پڑھا کر۔

صحیح مسلم اور سنن ابوداؤد میں یہ روایت منقول ہے:

((عَنْ جُوَيْرِيَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ اَتٰى عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ اَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتَ مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ، وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ)) [1]

''جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور آپ نے فرمایا: میں نے تیرے بعد چار کلمے تین مرتبہ کہے ہیں۔ آج جو کچھ تو نے پڑھا اس کے ساتھ ان کلمات کو تولا جائے تو یہ وزن میں بھاری ہو جائیں گے اور وہ چار کلمات یہ ہیں:

[1] صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء باب التسبیح اول النہار وعند النوم رقم الحدیث (۲۷۲۶)، سنن ترمذی کتاب الدعوات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رقم الحدیث (۳۵۵۵)، نسائی رقم الحدیث (۱۳۵۲)، سنن ابن ماجه (۳۸۰۸)، مسند احمد (۶/ ۳۲۷، ۴۲۴)، طبقات ابن سعد (۱/ ۱۱۹)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ، وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ))

''اللہ کی پاکیزگی اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر، اس کے دل کی رضا کے برابر، اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر۔''

علم اور تسبیح کے فضل وشرف سے بڑھ کر کوئی فضل وشرف کیا ہوسکتا ہے؟ جو سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کو میسر آیا اور اس پر مستزاد یہ کہ انھیں یہ نور ہدایت اور سعادت حاصل ہوئی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیقہ حیات بن گئیں اور اس سے بنو مصطلق کی عزت کو بھی چار چاند لگ گئے، کیونکہ جویریہ رضی اللہ عنہا ان کے سردار حارث بن ابی ضرار کی نورچشم تھیں۔ اس رشتے سے انھیں معاشرے میں بلند مقام حاصل ہوا کیونکہ ان کے سردار کی بیٹی ام المومنین کے اعلیٰ وارفع مقام پر فائز ہوئی تھی۔

وہ اس اعتبار سے بڑی بابرکت ثابت ہوئیں کہ ان کی وجہ سے ان کی قوم کے افراد کو غلامی سے نجات ملی اور وہ آزادی کی نعمت سے سرفراز ہوئے۔

جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد حارث بن ابی ضرار رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے افراد کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اجتماعی طور پر وہ سب حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ اس طرح انھیں مجاہدین اسلام کی صفوں میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل ہوا اور وہ سب معسکر نبوی کے تربیت یافتہ شہسوار بن گئے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی نصرت، اپنے پیغام کی تبلیغ اور اپنے کلمے کی سربلندی کے لیے چن لیا تھا۔

ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی برکت نے اپنی قوم کے افراد کو جہاد اور علم کے راستے پر لگا دیا۔ انھوں نے علم، شریعت اور جہاد کے میدان میں کارہائے نمایاں سرانجام دیے جسے دیکھ کر منافقین غیظ وغضب سے اپنے ہی ہاتھوں کو اپنے دانتوں سے کاٹنے لگے اور یوں منافقین کھسیانی بلی کھمبا نوچے کے مصداق دکھائی دینے لگے۔

حدیث نقل کرنے والی عالمہ فاضلہ

جب اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کا رخ علم کی طرف پھیر دیتے ہیں تاکہ وہ اپنی زندگی میں نور علم حاصل کر کے ہدایت کا راستہ اپنا کر کامیاب اور سعادت مند لوگوں میں شامل ہو جائے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ نے خیر و بھلائی کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے انھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیقہ حیات بنا کر عظمت و رفعت، سر بلندی اور سرفرازی کے اعلیٰ مقام پر فائز کر دیا۔ اس سے بڑھ کر بھی کسی اونچے مقام و مرتبے کا تصور کیا جا سکتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کی وجہ سے سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی عقل و دانش اور فہم و فراست میں خاطر خواہ اضافہ ہوا اور ان کا باطن دین کے اسرار و رموز سے منور ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھریلو زندگی میں سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی عبادت گزاری اور ذکر الٰہی میں مصروفیات کو بنظر استحسان دیکھ رہے تھے اور وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر الٰہی اور تحمید و تقدیس میں مصروف دیکھا کرتی تھیں اور وہ بڑے قریب سے اس بات کا مشاہدہ کرتی تھیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کی توحید کا پرچار کرتے رہتے ہیں، نیز آپ کے فرمودات کو بڑے غور سے سنتی تھیں جو شرعی احکام کی تشریح پر مشتمل ہوتے تھے۔ وہ ان احکامات کو سن کر زبانی یاد کر لیا کرتی تھیں۔

انھوں نے اپنی ازدواجی زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کو قریب سے دیکھا اور آپ کے اندرونی اور بیرونی معاملات میں دل نشین طرز عمل کو قریب سے دیکھ کر متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں۔ وہ سب کیفیات کو اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا کرتی تھیں پھر اس دور میں صحابہ کرام کا یہ طرز عمل تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر فرمان کو روایت کرنے میں اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ جہاں سے بھی ان کو فرمان رسول ملتا اسے لینے میں اپنی سعادت سمجھتے تھے، اس اعتبار سے انھوں نے ہر کسی کے باب علم پر دستک دینے کی سعادت حاصل کی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست بھی فرامین حاصل کرتے اور بالواسطہ بھی یہ اعزاز حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے امہات المومنین ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے بھی شرعی احکام اور اسرار شریعت کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ اس اعتبار سے ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ نہایت ذہین و فطین عالمہ فاضلہ جو کچھ آپ سے سنتیں اسے فوراً زبانی یاد کر لیتی تھیں، پھر جو علم حاصل کر لیتیں اس پر عمل پیرا بھی ہوتیں۔ وہ بڑی تقویٰ شعار، صاف دل، پرہیزگار، سمجھدار، عبادت گزار، روشن دل، بیدار مغز اور پاکیزہ روح خاتون تھیں۔

وہ اللہ اور اس کے رسول سے دلی محبت کرتی تھیں اور تمام لوگوں کے ساتھ خیر خواہی کا جذبہ رکھتی تھیں۔ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں اور پھر ان سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑے بڑے عالم احادیث بیان کرتے ہیں تاکہ معاشرے میں فرامین رسول علیہ السلام کا عام چرچا ہو اور مسلم معاشرہ علم وعمل، دعوت اور ہدایت کے راستے پر گامزن ہو۔ ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے صحابہ کرام میں سے سیدنا عبداللہ بن عباس، سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے دیگر جلیل القدر شخصیات میں سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام کریب، سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے طفیل، عبید بن سباق، مجاہد، ابوایوب یحییٰ بن مالک ازدی اور دیگر بہت سے جلیل القدر علماء رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ ①

ام المومنین سے سات احادیث مروی ہیں جن میں سے ایک حدیث بخاری شریف میں اور دو احادیث مسلم شریف میں مذکور ہیں ② اور اصحاب سنن نے چار احادیث اپنی کتابوں میں نقل کی ہیں۔

بخاری شریف میں جو حدیث مروی ہے اسے قتادہ نے ابوایوب سے اور انھوں نے سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ حدیث کا متن کچھ یوں ہے:

((عَنْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهِیَ صَائِمَةٌ فَقَالَ: أَصُمْتِ أَمْسِ قَالَتْ لَا قَالَ اَتُرِيْدِيْنَ اَنْ تَصُوْمِیْ غَدًا؟ قَالَتْ لَا قَالَ فَأَفْطِرِیْ)) ③

"جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس جمعہ کے دن تشریف لائے۔ انھوں نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: کیا تو نے کل روزہ رکھا تھا؟ انھوں نے کہا: نہیں! آپ نے فرمایا: کیا تو کل روزہ رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں! آپ نے فرمایا: تو پھر آج بھی روزہ افطار کر دے۔"

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاص طور پر صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنے

---

① سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۶۱)، الاصابۃ (۴/ ۲۵۷)۔

② الاحادیث فی صحیح مسلم رقم الحدیث (۱۰۷۳)، (۲۷۲۶)۔

③ صحیح البخاری کتاب الصوم باب صوم یوم لاجمعۃ رقم الحدیث (۱۹۸۶)، سنن ابوداؤد کتاب الصوم باب الرخصۃ فی ذلک، رقم الحدیث (۲۴۲۲)، مسند احمد (۶/ ۴۳۰)، طبقات ابن سعد (۸/ ۱۱۹)، الاصابۃ (۴/ ۲۵۷)، زاد المعاد (۱/ ۴۱۸)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ناپسند کرتے تھے۔صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع کرنا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ اسی لیے صحاح اور سنن کی کتابوں میں جابر بن عبداللہ، ابوہریرہ، جویریہ رضی اللہ عنہم کی مذکورہ حدیث اور عبداللہ بن عمرو اور جنادہ ازدی رضی اللہ عنہما سے اس سے ملتی جلتی روایات مذکور ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مخصوص طور پر صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنا شرعاً درست نہیں ہے۔ ①

یہ بات بھی ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن منبر پر بیٹھ کر پانی پیا۔آپ صحابہ کرام کو بتانا چاہتے تھے کہ یہ جمعہ کا دن ہے صرف جمعہ کے دن روزہ نہ رکھنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ عید کا دن ہے۔مسند امام احمد میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے:

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَوْمُ الْجُمُعَةِ یَوْمُ عِیْدٍ فَلَا تَجْعَلُوْا یَوْمَ عِیْدِکُمْ یَوْمَ صِیَامِکُمْ اِلَّا اَنْ تَصُوْمُوْا قَبْلَهٗ اَوْ بَعْدَهٗ)) ②

''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کو عید کا دن قرار دیتے ہوئے کہا کہ تم اپنے عید کے دن کو روزے کا دن نہ بناؤ، الا یہ کہ تم اس سے پہلے یا اس کے بعد روزہ رکھو۔''

بخاری شریف کے علاوہ حدیث کی چھ کتابوں میں وہ حدیث مذکور ہے جو گزشتہ صفحات میں سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کے ضمن میں نقل ہوئی ہے اسے دوبارہ یہاں ذکر کرنے میں کوئی حرج کی بات نہیں اور اس حدیث کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

((عَنْ جُوَیْرِیَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ اَنْ اَضْحٰی وَهِیَ جَالِسَةٌ فَقَالَ مَازِلْتِ عَلَی الْحَالِ الَّتِیْ فَارَقْتُكِ عَلَیْهَا۔قَالَتْ نَعَمْ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ

---

① بخاری کتاب الصوم باب صوم یوم الجمعة رقم الحدیث (۱۹۸۴)، مسلم کتاب الصوم باب کراهة صیام یوم الجمعة ح: (۱۱۴۴)، ابوداؤد رقم الحدیث (۲۴۲۰)، سنن ابن ماجه ح: (۱۷۲۴)، ترمذی ح: (۷۴۳)، ابن حبان رقم الحدیث (۹۵۷)۔

② صحیح البخاری کتاب الصوم باب صوم یوم الجمعة رقم الحدیث (۱۹۸۵)، مسلم کتاب الصیام باب کراهة صیام یوم الجمعة رقم الحدیث (۱۱۴۴)، ترمذی رقم الحدیث (۷۴۳)، ابوداؤد رقم الحدیث (۲۴۲۰)، ابن ماجه (۱۷۲۳)، مسند احمد (۲/ ۳۰۳)، ابن خزیمة رقم الحدیث (۲۱۶۱)، مجمع الزوائد (۳/ ۱۹۹)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُالْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ)) ①

اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

((سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ))

''ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس سے گئے پھر چاشت کے بعد واپس آئے تو وہ بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ نے فرمایا: تو اسی حالت میں بیٹھی ہوئی ہے جس میں تجھے چھوڑ کر گیا تھا؟ انھوں نے کہا: جی ہاں!

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے تیرے بعد چار کلمے تین مرتبہ کہے ہیں، اگر ان کا ان کلمات سے موازنہ کیا جائے جو تو نے اس دوران میں کہے ہیں تو وہ بھاری نکلیں گے اور وہ کلمات یہ ہیں:

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ ، وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ))

اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

((سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ))

نسائی نے آخر میں یہ اضافہ کیا ہے:

((وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَذٰلِكَ))

''یعنی اسی طرح ہی (الحمد للہ) اللہ کی تعریف ہے۔''

ایک روایت میں الفاظ کچھ یوں مذکور ہیں:

① صحیح مسلم کتاب الذکر و الدعاء باب التسبیح اول النهار وعند النوم رقم الحديث (۲۷۲۶)، سنن ترمذی کتاب الدعوات عن رسول الله ﷺ رقم الحديث (۳۵۵۵)، نسائی رقم الحديث (۱۳۵۲)، سنن ابن ماجه رقم الحديث (۳۸۰۸)، مسند احمد (۶/ ۳۲۷، ۳۲۴)، طبقات ابن سعد (۱/ ۱۹۹)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ)) ①

''اللہ کی تسبیح وتحمید، اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ سب سے بڑا ہے (ان سب کا ہم اقرار کرتے ہیں) اللہ کی مخلوق کی تعداد کے برابر اور اس کے نفس کی رضا مندی کے برابر اور اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر۔''

ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ ذکر کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رفاقت کا اعزاز حاصل کیا وہاں اللہ کے کلمے کو بلند کرنے کے لیے آپ کے ساتھ مل کر جہاد میں بھی بھرپور حصہ لیا۔

طبقات ابن سعد میں عبداللہ بن ابی فروہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمن عرج سے سنا، وہ مدینہ منورہ میں اپنی ایک مجلس میں فرما رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے موقع پر مال غنیمت میں سے سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کو ساٹھ وسق کھجور اور بیس وسق جو دیے۔ ②

ابوبکر صدیق اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے ساتھ

ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہا نے خلافت راشدہ کے دور میں بڑی خوشحالی کی زندگی بسر کی۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امہات المومنین الطاہرات کا خاص خیال رکھتے تھے اور انھیں برابر بیت المال سے وظیفہ دیا کرتے تھے۔

جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر فروکش ہوئے اور بیت المال میں دولت کی فراوانی ہوگئی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ازواج مطہرات میں سے ہر ایک کے لیے بارہ ہزار درہم سالانہ وظیفہ مقرر کر دیا لیکن صفیہ بنت حیی اور جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہما کے لیے چھ چھ ہزار درہم سالانہ وظیفہ مقرر کیا۔ دونوں نے وظیفہ لینے سے انکار کر دیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ہجرت کو پیش نظر رکھتے ہوئے دیگر ازواج مطہرات کے لیے بارہ بارہ ہزار درہم اور آپ دونوں کے لیے چھ چھ ہزار درہم وظیفہ مقرر کیا ہے۔ دونوں نے کہا: نہیں! ہجرت کی بات نہیں، آپ نے انھیں زیادہ مقام ومرتبے کی وجہ سے دوگنا وظیفہ دیا ہے حالانکہ ہمارا مقام ومرتبہ بھی اتنا ہے جتنا دیگر ازواج مطہرات کا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب سے برابر سلوک کرتے تھے سیدہ

① دیکھیے حوالہ سابق۔ ② طبقات ابن سعد (۸/ ۱۱۹، ۱۲۰)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سب کا وظیفہ برابر کر دیا۔ ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا خلافت راشدہ کے دور میں اور اموی دور کے آغاز میں احترام اور توقیر کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں۔

پروردگار سے ملاقات

جب حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو اپنی تمام ازواج مطہرات سے راضی تھے، ان میں سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بھی ہیں۔ ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین کے دور میں دیگر ازواج مطہرات کے ساتھ نہایت خوشگوار زندگی بسر کی۔ ان کی ساری زندگی علم کے پرچار، ذکر الٰہی، دعاء ومناجات اور تسبیح و تقدیس کرنے میں گزری۔ جو اہل علم مدینہ منورہ میں جلوہ افروز تھے سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا گاہے گاہے انھیں علم کے فروغ کے لیے تلقین کرتیں۔ وہ بھی علم کے اساطین اور کمال درجے کے راویوں سے کسب فیض کے لیے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے۔ اس حوالے سے سب سے بڑھ کر مرجع خلائق ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا مبارک وجود تھا۔

ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر جو فرامین زبانی یاد کیے تھے انھیں لوگوں کے سامنے بیان کیا اور اپنی شادی کی تفصیلات بھی بیان کیں۔ ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے خلافت راشدہ کا سارا دور دیکھا یہاں تک کہ ان کی زندگی سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے دور خلافت تک دراز ہوگئی اور انھوں نے ستر سال عمر پائی۔ [1]

۵۰ھ میں سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے محسوس کیا کہ اب اللہ کے حضور پہنچنے کا وقت قریب آ گیا ہے، انھوں نے محسوس کیا کہ بیماری جسم میں پھیلتی جا رہی ہے۔ اسی سال یعنی ۵۰ھ ماہ ربیع الاول میں ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی اور ان کے جسد خاکی کو جنت البقیع میں ازواج مطہرات اور دختران رسول کی قبروں کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔ مروان بن حکم رحمہ اللہ نے نماز جنازہ پڑھائی جو اس وقت مدینہ منورہ کے گورنر تھے۔

یہ ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کے چند ایک دل نشین گوشے ہیں جو آپ کی خدمت میں پیش کیے گئے۔ ان کا تعلق ان خواتین اہل بیت کے ساتھ تھا جنھیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہر قسم کی آلائش سے پاک کر دیا تھا.... اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی

---

[1] طبقات ابن سعد (۸/ ۱۲۰)، سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۶۳)، المواهب اللدنية (۲/ ۹۱)، ازواج النبی للصالحی (ص۲۱۱)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

9

خواتین اہل بیت

ام المؤمنین سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا

رسالت مآب ﷺ کی پاکیزہ زوجہ مطہرہ کی پُر نور سیرت کا دل آویز اور ایمان افروز تذکرہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا دانشور، تقویٰ شعار، پیکر اخلاص، عظیم المرتبت، حلیم الطبع، باوقار، جلیل القدر، عبادت گزار اور زہد و تقویٰ سے آراستہ خاتون تھیں۔
- نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ تو ایک نبی کی بیٹی (ہارون علیہ السلام کی نسل سے) ہے، تیرا چچا (موسیٰ علیہ السلام) بھی نبی اور تیرا خاوند بھی نبی ہے۔
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے صدق و صفا کی گواہی دیتے ہوئے فرمایا "وَلِلّٰه اِنَّها لَصَادِقَةٌ" اللہ کی قسم وہ صدق و صفا کی خوگر ہے۔
- وہ علم و عرفان سے محبت کرنے والی ایک جلیل القدر خاتون تھیں اور یہ ان خواتین میں سے ایک تھیں جنہوں نے حدیث کو روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔
- ۵۰ ہجری میں اللہ کو پیاری ہوئیں اور جنت البقیع میں امہات المومنین کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت کی ایک دلکش بات

مدینہ منورہ اور اس کے گرد و نواح میں بسنے والے یہودی اسلام کو حسد، بغض، کینہ اور بری نگاہ سے دیکھتے تھے۔ چونکہ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ ان کی قوم سے نہ تھے اس لیے ان کی نفسیات اور عقل و شعور پر اپنی قومی حمیت کا غلبہ تھا۔ دوسری طرف اسلام کی دعوت ایک صالح دعوت تھی جو مختلف دلوں کو جوڑتی تھی، باہمی دشمنی اور بغض و عناد کی آگ کو بجھاتی تھی، تمام معاملات میں امانت و دیانت کو اختیار کرنے کی دعوت دیتی تھی اور پاکیزہ مال سے حلال کھانے پر آمادہ کرتی تھی۔

اس کا مطلب یہ تھا کہ عنقریب مدینہ میں آباد تمام قبائل آپس میں ایک دوسرے سے جڑنے والے تھے اور اس وقت یہ ضروری تھا کہ وہ یہودیوں کے پنجہ استبداد سے نکل جائیں اور ان کی تجارتی مساعی پر کاری ضرب لگائی جائے۔ تمام وہ سودی اموال حرام ہو جائیں جن پر ان کی تونگری اور شان و شوکت کا دار و مدار تھا۔ اپنے خبث باطن، روایتی دغابازی اور نفسیاتی چالبازی کی بنا پر جب سے انھیں معلوم ہوا کہ اسلام کی دعوت مدینہ منورہ میں اپنے قدم جما لے گی وہ اسلام کے سخت ترین دشمن بن گئے تھے اور جب سے رسول اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں قدم رکھا تھا دل ہی دل میں تلملا رہے تھے لیکن وہ علانیہ طور پر اس کا اظہار نہیں کر رہے تھے، البتہ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد وہ کھل کر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرنے لگے۔

یہودیوں کی اس اندرونی کیفیت کو تو ہماری مہمان خاتون ام المومنین سیدہ صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا نے طشت از بام کیا، جن کی خوشنما سیرت کا تذکرہ کرنے کی آج ہم سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ یہ جلیل القدر خاتون پاکیزہ اہل بیت میں سے ایک تھیں، جن کا نام صفیہ ہارونیہ (رضی اللہ عنہا) [1] تھا اور جو اپنے قبیلے کے سردار حیی بن اخطب کی بیٹی تھیں۔

[1] مسند احمد (٦/ ٣٣٦)، طبقات ابن سعد (٨/ ١٢٠، ١٢٩)، المعارف (ص١٣٨، ٢١٥)، مستدرك حاكم (٤/ ٢٨، ٢٩)، الاستيعاب (٤/ ٣٣٧، ٣٣٩)، جامع الاصول (٩/ ١٤٣)، اسدالغابة (٦/ ١٦٩، ١٧١)، سير اعلام النبلاء (٢/ ٢٣١، ٢٣٨)، مجمع الزوائد (٩/ ٢٥٠)، تهذيب التهذيب (١٢/ ٤٢٩)، الاصابة (٤/ ٣٣٧، ٣٣٩)، ←

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ سیدہ صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے والد کی بڑی لاڈلی بیٹی تھی۔ میرے چچا ابو یاسر بھی مجھ سے بہت لاڈ پیار کرتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور قبا میں بنو عمرو بن عوف کے ہاں قیام پذیر ہوئے تو میرے ابا جان حیی بن اخطب چچا جان ابو یاسر کے ہمراہ وہاں گئے۔ جب سورج غروب ہو گیا تو وہ واپس تھکے ماندے گھر آئے اور بڑے بوجھل قدموں کے ساتھ گھر میں داخل ہوئے۔ دونوں تھکن سے چور تھے اور چہرے پر اداسی تھی، میں دیکھ کر حیران رہ گئی کہ انھیں آج کیا ہوا ہے؟ یہ اتنے اداس اور پریشان کیوں ہیں؟ واللہ! انھوں نے آج میری طرف دیکھا بھی نہیں، حالانکہ پہلے کبھی ایسے نہیں ہوا، غم نے ان کو نڈھال کر رکھا تھا۔ میں نے اپنے چچا ابو یاسر کی بات سنی جو میرے ابا جان حیی بن اخطب سے کہہ رہے تھے: بھائی جان! کیا وہی ہے؟

ابا جان نے کہا: ہاں، اللہ کی قسم! وہی ہے۔

چچا جان نے کہا: کیا آپ اچھی طرح پہچانتے ہیں؟

ابا جان نے کہا: ہاں! بالکل۔

چچا جان نے کہا: اس وقت آپ کے دل میں اس کے بارے میں کیا جذبات ہیں؟

میرے ابا جان نے کہا: اللہ کی قسم! زندگی بھر اس سے دشمنی کرتا رہوں گا۔ ①

یہ تھی اس کینہ پرور حیی بن اخطب کی دلی کیفیت اور نفسیاتی خوفزدگی۔ اس نے جزیرۃ العرب میں فتنوں کا بیج بویا اور اسی بنیاد پر اس کا کام تمام ہوا، اس نے بنی قریظہ سے مل کر

← كنز العمال (۱۳/ ۶۳۷، ۷۰۴)، شذرات الذهب (۱/ ۲۴۵)، السمط الثمين (ص۱۳۷، ۱۴۲)، صفة الصفوة (۲/ ۵۱)، تاريخ الطبری (۲/ ۱۳۵، ۱۳۷، ۱۴۰، ۲۱۳)، تاريخ الاسلام للذهبی عهد معاوية رضی اللہ عنہ ص۶۷، ۷۰)، دلائل النبوة للبيهقی (۴/ ۲۲۶، ۲۲۷)، اعلام النساء (۲/ ۳۳۳، ۳۳۶)، حلية الاولياء (۲/ ۵۴)، عيون الاثر (۲/ ۳۸۵، ۳۸۷)، مسند ابويعلى (۱۲/ ۴۹۳)، (۱۳/ ۳۳، ۴۱)، تقريب التهذيب (۲/ ۶۰۳)، تفسير القرطبی (۱۴/ ۱۶۶)، تحفة الاحوذی (۱۰/ ۳۹۱)، زاد المعاد (۱/ ۱۰۶، ۱۰۹، ۱۱۲)۔

① السيرة النبوية (۱/ ۵۱۸، ۵۱۹)، دلائل النبوة للبيهقی (۲/ ۵۳۳)، دلائل النبوة للاصبهانی (۱/ ۸۹، ۹۰)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا ازدواجی خاکہ

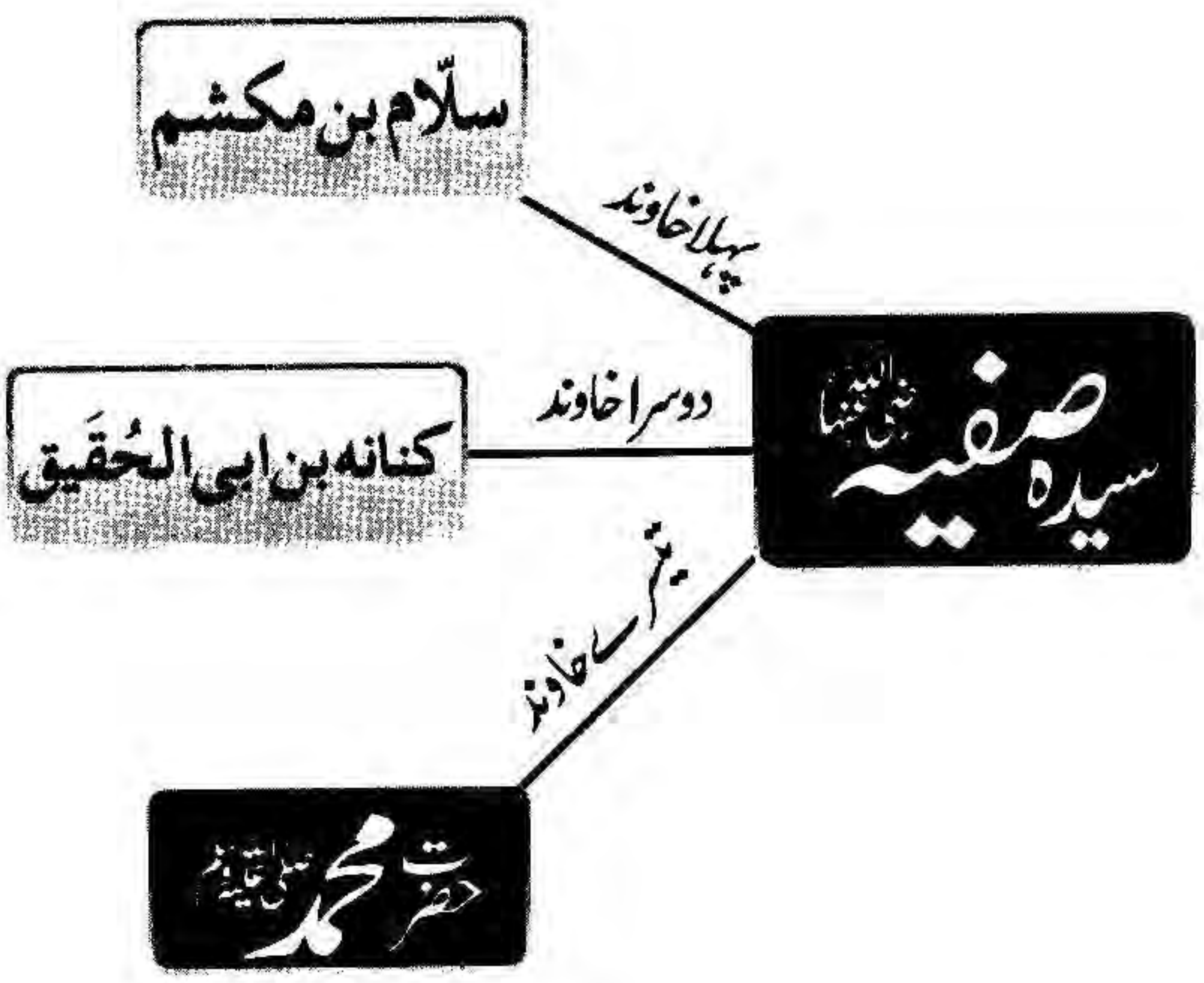

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا نسب اس طرح ہے:

صفيه بنت حيّ بن اخطب بن سعيه بن ثعلبه بن عبيد بن كعب بن الخزرج بن ابى حبيب بن نضير بن النحام بن ناخور...

آپ رضی اللہ عنہا حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھناؤنی سازشوں کا جال بچھایا صفیہ بنت حیی نے اپنے باپ کی بغض و کینہ سے لبریز باتوں کو کان لگا کر سن لیا تھا۔ اس نے ایک ایسے شخص کے خلاف کینہ پروری کا اظہار کیا جو محبت، سلامتی اور فضل و شرف کی دعوت دیتا ہے۔ وہ یہ محسوس کر رہی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی پیغام رسانی اور دعوت کی مہم میں شفقت اور جرأت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ ان کے نہاں خانہ دل میں یہ احساس بھی انگڑائی لے رہا تھا کہ نبی کریم ﷺ کو اپنی زندگی میں بڑی شان و شوکت ملنے والی ہے۔ کبھی کبھی انھیں یہ خیال بھی آتا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو کر (ام المومنین کے) اعلیٰ وارفع مقام پر فائز ہیں۔ اس خیال کے آتے ہی دل خوشی سے جھوم اٹھتا۔ یہ خبر جو ابھی ابھی ہم نے پڑھی ہے جس میں صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ حیی بن اخطب کے سخت ترین کفر کی گواہی دی ہے اور ان یہودیوں کے کفر سے بھی آگاہ کیا ہے جن کے دل مسلمانوں کے خلاف کینے اور حسد سے بھرے پڑے تھے اور وہ بھی ان کے باپ کے ہم نوا تھے، بے وفائی ان کے دلوں میں رچی بسی ہوئی تھی اور وہ ہر توحید پرست کے خلاف عداوت رکھتے تھے۔ یہاں پر اس بات کا تذکرہ بھی نہایت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے علم میں یہ بات لائی جائے کہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا اللہ کے نبی یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام کی لڑی اور پھر اللہ کے رسول سیدنا ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں، جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بھائی تھے۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بڑی عقلمند خاتون تھیں اور وہ زہد و تقویٰ اور اخلاص کی پیکر تھیں اور وہ ان خواتین میں سے تھیں جو لوگوں کے ساتھ حسن سلوک، ہمدردی اور درگزر کرنے میں مشہور و معروف تھیں۔ خوش اخلاقی اور خوش فہمی ان کا خوشنما زیور تھا۔

حافظ ابو نعیم اصفہانی رحمہ اللہ ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

((وَمِنْهُنَّ التَّقِيَّةُ، الزَّاكِيَةُ، ذَاتُ الْعَيْنِ الْبَاكِيَةِ، صَفِيَّةُ الصَّافِيَةُ زَوْجَةُ النَّبِيِّ ﷺ)) [1]

''ان میں سے تقویٰ شعار، پاکیزہ، رونے والی آنکھ کی مالکہ، مخلص صفیہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں۔''

اب ہم غزوہ خیبر کا مشاہدہ کرتے ہیں جس میں صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا گرفتار ہوئیں اور پھر امہات المومنین کی فہرست میں شامل ہوئیں جن کو اللہ تعالیٰ نے خوب اچھی طرح ہر قسم کی

---

[1] حلیة الاولیاء (۲/ ۵۴)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آلائش سے پاک کر دیا تھا۔

خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ

یہ ہم جان چکے ہیں کہ یہودی رسول اللہ ﷺ اور اسلام کے خلاف اپنے دلوں میں عداوت رکھتے تھے۔ ان میں خیبر کے یہودی بھی شامل تھے، وہ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف کینہ پروری کو اپنے دلوں میں لیے بیٹھے تھے، موقع کی تاک میں رہتے تھے اور کبھی کبھی وہ اسلام پر کاری ضرب لگاتے۔

خیبر ان دنوں سازشوں، دسیسہ کاریوں، ہنگامہ آرائیوں بلکہ ہر قسم کی مشکلات و مصائب کا گڑھ بن چکا تھا۔ جب مسلمان صلح حدیبیہ سے واپس مدینہ منورہ آئے، جبکہ انھیں قریش نے مکہ معظمہ میں داخل ہونے سے روک دیا تھا اور انھیں بیت اللہ کا طواف بھی نہیں کرنے دیا تھا تو خیبر کے یہودیوں نے یہ سمجھا کہ سیدنا محمد ﷺ نے یہ صلح اپنے ساتھیوں کی کمزوری کی وجہ سے کی ہے۔ یہودیوں نے چاہا کہ یہ موقع بڑا مناسب ہے، اس سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلمانوں کو مزید کمزور کیا جا سکتا ہے۔ اب وقت ہے کہ مسلمانوں سے لڑائی کی جائے، اس لیے انھوں نے بنوغطفان اور دیگر بدوی قبائل کی طرف پیغام بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ کے خلاف لڑائی میں ان کا ساتھ دیں۔

خیبر کے یہودیوں کے بارے میں یہ خبر رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئی کہ خیبر اور اس کے گردونواح کے یہودی لڑائی کی بھرپور تیاری کر رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی جنگ کے لیے روانہ ہونے کا اعلان کر دیا جو لوگ صلح حدیبیہ کے سفر میں پیچھے رہ گئے تھے وہ بھی مال غنیمت کے لالچ میں تیار ہو گئے۔ ان میں منافقین اور کمزور ایمان والے بھی تھے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے حبیب سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کو حکم دیا کہ یہ پیغام سب کو سنا دیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ ۖ يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ ۚ قُل لَّن تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِن قَبْلُ ۖ فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَنَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ○﴾ (الفتح: ۴۸/ ۱۵)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"عنقریب کہیں گے وہ لوگ جو پیچھے رہ گئے تھے جب کہ تم غنیمتیں حاصل کرنے کے لیے جانے لگو کہ ہمیں بھی اپنے ساتھ جانے دو۔ وہ اللہ کے حکم کو بدلنا چاہتے ہیں۔ کہہ دو کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں جاؤ گے کیونکہ اللہ پہلے ہی ایسی بات کہہ چکا ہے۔ پھر وہ کہیں گے کہ یہ بات نہیں بلکہ تم ہمارے ساتھ حسد کرتے ہو۔ بلکہ یہ لوگ حقیقت کو کم ہی سمجھتے ہیں۔"

رسول اللہ ﷺ نے منافقین اور ان کے چیلوں کا رستہ روکنے کے لیے یہ اعلان کر دیا کہ جو بھی اس سفر میں جانا چاہتا ہے وہ جہاد کی نیت سے چلے اور مال غنیمت کا دل سے خیال نکال دے۔ اس اعلان عام کے بعد آپ کے ہمراہ صرف وہی لوگ روانہ ہوئے جنھوں نے حدیبیہ کے مقام پر درخت کے نیچے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی تھی جنہیں اصحاب شجرہ کہا جاتا ہے اور ان کی تعداد ایک ہزار چار صد تھی، رسول اللہ ﷺ اپنے ان صحابہ کرام کو ماہ محرم ۷ھ کو لے کر روانہ ہوئے۔

محمد بن اسحاق رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ سے جب واپس مدینہ منورہ آئے تو ذوالحجہ اور محرم کے چند دن قیام پذیر رہے پھر آپ خیبر کی طرف روانہ ہو گئے۔

مفسرین اور اہل علم بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے بارے میں اللہ نے یہ وعدہ کیا تھا:

﴿وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً﴾ (الفتح: ۴۸/ ۲۰)

اس آیت میں کثیر غنیمتوں سے مراد خیبر ہے۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ منافقین مسلسل یہودی سرداروں سے رابطے میں تھے۔ منافقین کے ناکام سردار عبداللہ بن ابی ابن سلول نے خیبر کے یہودیوں کو مطلع کر دیا کہ محمد (ﷺ) تمھاری طرف لشکر لے کر آ رہا ہے، اپنی تیاری کرلو، ڈرنے کی کوئی بات نہیں، تمھاری تعداد اور جنگی تیاری بہت بہتر ہے جبکہ لشکر اسلام بہت تھوڑا ہے، وہ خالی ہاتھ ہیں اور ان کے پاس اسلحہ بھی بہت تھوڑا ہے۔

لیکن رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھیوں کو لے کر چل پڑے تھے۔ لشکر اسلام اب خیبر کی طرف رواں دواں تھا اور انھوں نے خوب اچھی طرح تیاری کی ہوئی تھی۔ لشکر اسلام کے ساتھ خواتین بھی ہوتی تھیں تاکہ زخمیوں کی مرہم پٹی کر سکیں، جبکہ دشمنان اسلام کی عورتیں لشکر کے ساتھ اس لیے ہوتیں تاکہ وہ جنگجو افراد کو لڑائی کے لیے انگیخت کریں یا لڑنے والوں کے لیے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیش وعشرت کا ماحول پیدا کریں۔

لشکر اسلام نے سیاہ رنگ کا عقابی جھنڈا اٹھایا ہوا تھا اور یہ جھنڈا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی چادر سے بنایا گیا تھا۔ جب حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ خیبر کی بستی پر پڑی تو آپ نے فرمایا: ٹھہر جاؤ۔ لشکر حکم سنتے ہی یکدم رک گیا۔

آپ نے اس موقع پر یہ دعا کی:

((اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَ رَبَّ الْاَرَضِیْنَ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّیَاحِ وَمَا اَذْرَیْنَ نَسْئَالُكَ خَیْرَ ھٰذِہِ الْقَرِیَۃِ وَخَیْرَ اَھْلِھَا وَ نَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّھَا وَ شَرِّمَا فِیْھَا)) ①

”اے آسمانوں کے پروردگار اور جس پر انھوں نے سایہ کیا! اے پروردگار زمینوں کے اور جو انھوں نے بوجھ اٹھایا! اے شیاطین کے رب اور جسے انھوں نے گمراہ کیا! اے رب ہواؤں کے اور جو انھوں نے اڑایا! ہم تجھ سے اس بستی اور اس کے رہنے والوں کی بھلائی کا سوال کرتے ہیں اور اس بستی کے اور ان کے شر سے پناہ مانگتے ہیں۔“

پھر اس کے بعد فرمایا کہ اب اللہ کا نام لے کر آگے بڑھو اور پیش قدمی کرو۔ آپ جس بستی کے پاس بھی آتے تو یہ مذکورہ دعا پڑھتے۔

لشکر اسلام نے خیبر کے بالکل قریب جا کر رات کو پڑاؤ کیا اور خیبر کے یہودیوں کو اس کا علم نہ ہو سکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم سے جنگ کرنے کے لیے رات کو سفر کرتے ہوئے بستی کے قریب جا کر پڑاؤ کرتے تو صبح ہونے تک دشمن پر یلغار نہ کرتے۔ چنانچہ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ اندھیرے ہی نماز پڑھا دی اور لشکر اسلام خیبر کی طرف آگے بڑھا۔ خیبر کے باشندے صبح سویرے کھیتی باڑی کے لیے اپنی زمینوں کی طرف زرعی آلات لے کر نکلے، انھیں صورت حال کا کوئی پتہ ہی نہ تھا۔ جب انھوں نے لشکر کو دیکھا تو ہڑبڑا کر کہنے لگے: اللہ کی قسم! ہم کیا دیکھ رہے ہیں، یہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی اور

① الکامل لابن الاثیر (۲/ ۲۱۷)، السیرۃ النبویۃ (۲/ ۳۲۹)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لشکرِ اسلام بھی ہمارے سروں پر پہنچ گیا ہے۔ وہ یہ منظر دیکھ کر شہر کی طرف واپس دوڑے، ان کے دل دھڑک رہے تھے، سانس اکھڑے ہوئے تھے، جسم کانپ رہے تھے، آنکھوں کے آگے اندھیرا چھایا ہوا تھا، ہاتھ پاؤں پھول رہے تھے اور وہ خوف زدہ ہو کر اپنے گھروں کی طرف بھاگے جا رہے تھے۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کی آواز سے آواز ملا کر ''اللہ اکبر'' کہا، نعرہ تکبیر فضا میں گونجا اور ساتھ ہی آپ نے فرمایا: خیبر تباہ و برباد ہو گیا، ساتھ ہی کہا کہ جب ہم کسی قوم کے آنگن میں چڑھائی کرتے ہوئے پڑاؤ ڈالتے ہیں تو ان ڈرائے جانے والوں کی صبح بری ہو جاتی ہے۔ ①

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اہل خیبر پر غالب کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے تمام قلعے فتح کر لیے۔ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا اور ان کے چچا کی بیٹی کو گرفتار کر لیا گیا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ دونوں کو گرفتار کر کے لائے، جب وہ یہودیوں کے مقتولین کے پاس سے گزرنے لگے تو صفیہ رضی اللہ عنہا کے چچا کی بیٹی نے یہ منظر دیکھ کر اپنے چہرے کو پیٹنا شروع کر دیا، سر پر مٹی ڈال لی اور واویلا کرنے لگی۔

رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا:

((اَعْزِبُوا عَنِّیْ هٰذِهِ الشَّيْطَانَةَ)) ②

''اس شیطان صفت عورت کو مجھ سے الگ کر دو۔''

پھر رسول اللہ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا: اے بلال! کیا تیرے دل سے رحمت اور شفقت نکال دی گئی ہے کہ تم ان دو عورتوں کو مقتولین کے پاس سے گزارتے ہوئے لے جا رہے ہو؟ اور صورت حال یہ تھی کہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کا خاوند کنانہ بن ابی الحقیق میدان جنگ میں قتل کر دیا گیا تھا۔

---

① صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوة خیبر رقم الحدیث (۴۱۹۷)، صحیح مسلم کتاب الجهاد رقم الحدیث (۱۳۶۵)، ترمذی رقم الحدیث (۱۵۵۰)، نسائی رقم الحدیث (۵۴۷)، موطا امام مالك رقم الحدیث (۸۹۱)۔

② اسد الغابة (۶/ ۱۷۰)، دلائل النبوة للبیهقی (۴/ ۲۳۲)، الکامل لابن الاثری (۲/ ۲۲۰، ۲۲۱)، المغازی للواقدی (۲/ ۶۷۴)، تاریخ الطبری (۲/ ۳۷)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا اور ان کا اسلام

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے بھی ان گرفتار شدہ خواتین میں سے ایک کنیز عنایت کر دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے، تم صفیہ بنت حیی (رضی اللہ عنہا) کو لے جاؤ۔ اس نے صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو اپنے ہمراہ لے لیا تو ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ نے بنو قریظہ اور بنو نضیر کے سردار کی بیٹی دحیہ کلبی کو عنایت کر دی حالانکہ اس کی خاندانی وجاہت کی بنا پر مناسب یہ تھا کہ آپ اسے اپنے پاس رکھتے۔ آپ نے فرمایا: دحیہ کلبی سے کہو کہ وہ اسے لے کر میرے پاس آئے۔ وہ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: تم کوئی اور کنیز لے لو۔ دحیہ کلبی رحمہ اللہ حکم سن کر گئے اور صفیہ کے خاوند کنانہ بن ربیع ابی الحقیق کی بہن کو اپنے لیے منتخب کر لیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مال غنیمت میں سے باقاعدہ حصہ ہوتا تھا جس کا نام ''صفی'' تھا یعنی ''منتخب حصہ۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غنیمت کا پانچواں حصہ وصول کرنے سے پہلے اس کا انتخاب کرتے اور وہ آپ کی مرضی پر منحصر ہوتا، چاہیں تو اپنے لیے غلام منتخب کر لیں اور چاہیں تو کنیز یا گھوڑا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کا انتخاب کیا۔ ①

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے خاندان سے سو نبی اور سو بادشاہ ہوئے پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں بھی آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی بنا دیا۔

دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ صحابہ کرام میں سب سے بڑھ کر نہ تھے کہ ان کو صفیہ رضی اللہ عنہا دی جاتیں بلکہ ان کے ہم مرتبہ بلکہ افضل صحابہ بھی تھے اور صفیہ رضی اللہ عنہا طبعی نفاست اور حسن و جمال میں تمام گرفتار خواتین میں کسی سے کم نہ تھی، ان جیسی حسین قیدی عورتیں خال خال ہی تھیں۔ اگر انھیں واقعی دحیہ رضی اللہ عنہ کے لیے مخصوص کر دیا جاتا تو لشکر میں دوسرے افراد کے دلوں میں احساس پیدا ہونے کا امکان تھا، اس لیے مصلحت عامہ کا تقاضا یہی تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انھیں اپنے لیے منتخب کرتے اور سب اس پر خوش بھی تھے۔ ②

---

① سنن ابو داؤد کتاب الخراج باب ماجاء فی سهم الصفی رقم الحدیث (۲۹۹۱)۔
② السیرة النبویة احمد زینی دحلان (۲/ ۲۱۸)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب خیبر فتح ہو گیا اور لشکر اسلام واپسی کے لیے روانہ ہوا تو ہر فرد بڑا خوش اور اللہ کا شکر گزار تھا کہ اس نے اپنے بندوں کو کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کیا اور وافر مقدار میں مال غنیمت سے نوازا۔ خیبر سے ابھی رسول اللہ ﷺ نے چھ میل کا فاصلہ طے کیا ہو گا کہ آپ نے صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے شادی کرنے کا ارادہ کیا لیکن انھوں نے انکار کر دیا۔

نبی کریم ﷺ نے بھی اس بات کو دل میں محسوس کیا۔ پھر جب لشکر صہبا مقام پر پہنچا تو آپ نے دوبارہ ارادہ کیا تو صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا ابھی تک غم میں مبتلا تھیں، کیونکہ ان کا باپ قریظہ میں قتل ہو گیا تھا اور ان کا خاوند خیبر میں مارا گیا تھا۔ وہ ابھی تک اسی غم و اندوہ سے نڈھال تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے باتوں باتوں میں انھیں ان کی قوم کے کردار سے آگاہ کیا اور انھیں بتایا کہ تیری قوم کے لوگوں کو ان کے کیے کی سزا ملی ہے۔ آپ کی باتوں سے ان کے دل کی گھٹن جاتی رہی۔ جو ان کے دل میں مسلمانوں کے خلاف نفرت تھی وہ ختم ہو گئی۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں تو ان کا دل نفرت سے بھرا ہوا تھا لیکن انھوں نے آپ کے حسن اخلاق کو دیکھا تو برملا پکار اٹھیں کہ ساری دنیا سے آپ مجھے زیادہ پیارے محسوس ہونے لگے۔[1]

نبی کریم ﷺ نے انھیں یہ اطلاع دی کہ میں نے تجھے آزاد کر دیا ہے، اب تیری مرضی ہے۔ اگر تو خیبر میں اپنے رشتہ داروں کے پاس جانا چاہتی ہے تو تجھے اختیار ہے اور اگر اسلام قبول کرنا چاہتی ہے تو یہ تیری جانب سے حق کی شہادت ہو گی۔ یہ اختیار ملنے کے نادر اور تاریخی موقع پر انھوں نے برملا یہ کہا کہ: میں اللہ اور اس کے رسول کو پسند کرتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں آزاد کر دیا۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ یہ سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کی خصوصیت تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں آزاد کر دیا اور ان کی آزادی کو ہی ان کا مہر قرار دیا۔[3]

---

1. مسند ابی یعلی (۱۳/ ۳۳)، مجمع الزوائد (۹/ ۲۵۲)۔
2. صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر رقم الحدیث (۴۲۰۰)، صحیح مسلم کتاب النکاح باب فضیلۃ اعتاقہ امتہ رقم الحدیث (۱۳۶۵)، نسائی رقم الحدیث (۳۳۴۲)، ابوداؤد رقم الحدیث (۲۰۵۴)، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (۱۹۵۷)، سنن الدارمی رقم الحدیث (۲۱۴۴)۔
3. جلاء الافہام (ص: ۱۹۸، ۱۹۹)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا مہر ان کی آزادی کو قرار دے کر قیامت تک امت کے لیے ایک مثال قائم کر دی کہ جو شخص اپنی کنیز کو آزاد کر کے اس سے شادی کرنا چاہے تو اس کی آزادی کو اس کا مہر قرار دینا جائز ہے، اس طرح وہ اس کی باقاعدہ بیوی ہو گی۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے اللہ اور اس کے رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پسند کیا۔ انھوں نے نہایت ادب و احترام سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے اسلام کو پسند کیا، اس سے پہلے کہ آپ مجھے اس کی دعوت دیں۔ مجھے یہودیت میں کوئی دلچسپی نہیں۔ نہ میرا باپ رہا اور نہ بھائی، میں نے اب کہاں جانا ہے۔ بس آپ ہی میرے سب کچھ ہیں۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا اس دل نشین اسلوب میں اظہار خیال ان کی دانائی، عقلمندی، سلیقہ شعاری اور معاملہ فہمی کی علامت ہے۔

اس بارے میں علامہ ذہبی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

((وَكَانَتْ شَرِيْفَةً ، عَاقِلَةً ، ذَاتَ حَسَبٍ وَ جَمَالٍ ، وَدِيْنٍ رضی اللہ عنہا))

”وہ معزز، عقلمند، خاندانی، حسین وجمیل اور دیندار خاتون تھیں رضی اللہ عنہا۔“

علامہ ذہبی رحمہ اللہ ان کے بارے میں یہ بھی لکھتے ہیں:

((وَكَانَتْ ذَاتَ حِلْمٍ وَوَقَارٍ)) [1]

”وہ بردبار اور باوقار خاتون تھیں۔“

ابوعمر قرطبی رحمہ اللہ ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

((كَانَتْ صَفِيَّةُ عَاقِلَةً ، حَلِيْمَةً ، فَاضِلَةً))

”صفیہ رضی اللہ عنہا عقلمند، بردبار اور عالمہ فاضلہ خاتون تھیں۔“

بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شادی کر لی۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کی کنگھی پٹی کی اور انھیں عطر لگایا۔ وہ بڑی حسین وجمیل خاتون تھیں۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ تم نے ناپسندیدگی کا اظہار کیوں کیا تھا؟

انھوں نے عرض کیا: یہودیوں کے قرب کی وجہ سے کہ کہیں آپ ان کو قریبی دوست نہ

[1] سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۳۲)، (۲/ ۲۳۵)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنائیں۔ اس جواب سے رسول اللہ ﷺ کے دل میں ان کا مقام ومرتبہ اور بلند ہو گیا ① لیکن اس قدر جلد تبدیلی آئی کہ جب وہ اپنی جگہ سے اٹھیں تو لوگوں سے بڑھ کر نبی کریم ﷺ انھیں محبوب دکھائی دے رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ولیمہ کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کھانے کی دعوت دی۔

بخاری شریف میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ جب ہم خیبر آئے تو اللہ نے خیبر کے قلعے فتح کر دیے۔ نبی کریم ﷺ کو سیدہ صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا کے بارے میں تفصیلات بتائی گئیں، اور آپ کو یہ بھی بتایا گیا کہ ان کا خاوند میدان جنگ میں قتل ہو گیا ہے، ابھی یہ نئی نویلی دلہن ہی تھیں ان کی شادی کو تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا، تو نبی کریم ﷺ نے انھیں اپنے لیے منتخب کر لیا۔ جب ہم صہباء مقام پر پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے شادی کر لی۔ ایک برتن میں خصوصی کھانا بنایا گیا اور مجھے حکم دیا کہ تمھارے گردونواح میں جو لوگ ہیں ان میں کھانے کے لیے اعلان کر دیں۔

یہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ تھا پھر ہم مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے انھیں اپنے پیچھے اوٹ میں رکھا ہوا ہے پھر آپ اپنے اونٹ کے پاس بیٹھے تو سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا آپ کے گھٹنے پر پاؤں رکھ کر اونٹ پر سوار ہوئیں۔ ②

رسول اللہ ﷺ نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی آنکھ کے اوپر چوٹ کا نشان دیکھا تو آپ نے دریافت کیا کہ یہ میں آنکھ کے اوپر نیل کا نشان دیکھ رہا ہوں، یہ کیا ہوا اور یہ زخم کیسے لگا؟ تو انھوں نے بتایا کہ میں نے اپنے خاوند سے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے چاند میری گود میں آ گرا ہے تو اس نے یہ سنتے ہی مجھے تھپڑ مارا کہ تو یثرب کے بادشاہ کو چاہتی ہے یا اس نے یوں کہا کہ اللہ کی قسم! تیرے دل میں یثرب کے بادشاہ کی تمنا سمائی ہوئی ہے۔ ③

---

① الاصابة (۴/ ۳۳۸)۔

② صحيح البخاری كتاب المغازی باب غزوة خيبر رقم الحديث (۴۲۱۱)، تاريخ الاسلام للذهبی (عهد الخلفاء الراشدين ص ۴۲۳)۔

③ الاصابة (۴/ ۳۳۸)، البداية والنهاية (۸/ ۴۶)، طبقات ابن سعد (۸/ ۱۲۹)، مستدرك حاكم (۴/ ۲۹)، اسد الغابة (۶/ ۱۷۰)، الكامل لابن الاثير (۲/ ۲۲۱)، ازواج النبی للصالحی (ص۲۲۰)، تاريخ الاسلام للذهبی (عهد الخلفاء الراشدين ص ۴۲۵)، دلائل النبوة للبيهقی (۴/ ۲۳۲)، تاريخ الطبری (۲/ ۱۳۷)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئیں تو ان کی عمر سترہ سال تھی اور ان کی کنیت ام یحییٰ تھی۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا خانہ نبوی میں

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ خیبر سے مدینہ منورہ پہنچیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ نہایت نرمی اور شفقت سے پیش آتے تھے۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی طرف سے جب نرمی، شفقت اور محبت کا انداز دیکھا تو انھوں نے کہا:

((ما رَأَیتُ قَطُّ اَحسَنَ خُلُقاً مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم)) ①

''میں نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی کو اتنا حسنِ اخلاق والا نہیں دیکھا۔''

ایک خوش خبری دینے والا اہل مدینہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بارے میں بتانے کے لیے آیا۔ غزوہ خیبر سے آپ کی تشریف آوری کی خبر سنتے ہی مدینہ منورہ کے باشندے آپ کے استقبال کے لیے نکل آئے۔ مردوں کے چہرے خوشی سے چمک رہے تھے، بچے خوشی سے اچھل رہے تھے اور عورتیں اپنے گھروں کی چھتوں پر چڑھ کر منظر دیکھ رہی تھیں۔ ان کے دل مسرت و شادمانی سے باغ باغ تھے لیکن منافقین بڑے پژمردہ دکھائی دے رہے تھے۔ البتہ وہ بھی مصنوعی مسکراہٹیں چہروں پر سجائے ہوئے تھے لیکن ان کے دل رو رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح کی خبر سن کر ان پر اوس پڑ گئی تھی، ان کے حلقوں سے بات نہیں نکل رہی تھی۔ اللہ نے ان کو رسوا کیا، کافروں کی بات کو نیچا کیا اور اللہ کے کلمے کو سربلندی حاصل ہوئی۔

خانہ نبوی کی خواتین خوش دلی، سچے جذبوں اور صاف دلوں سے خاتم النبیین اور مسلمانوں کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کی تیاریاں کر رہی تھیں، جسے اللہ تعالیٰ نے کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کیا تھا۔

حالات و واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے سربراہ کی سترہ سالہ بیٹی صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے شادی کی ہے ② تو ان کے دل میں سکناپے کی غیرت انگڑائیاں لینے لگی۔

جب مجاہدین کا مبارک قافلہ مدینہ منورہ پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان کر دیا کہ

---

① فتح الباری (۴/ ۳۲۶)۔

② مسند ابی یعلی (۱۳/ ۱۳۸)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفیہ رضی اللہ عنہا کو ازواج مطہرات میں سے کسی کے حجرے میں نہ بھیجا جائے بلکہ آپ نے یہ پسند کیا کہ انھیں حارثہ بن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر ٹھہرایا جائے۔ (1) انصاری خواتین نے جب صفیہ رضی اللہ عنہا کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شادی کے بارے میں سنا کہ وہ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو کر امہات المومنین کی فہرست میں شامل ہو گئی ہیں تو وہ انفرادی اور اجتماعی انداز میں ان کے حسن و جمال کا مشاہدہ کرنے کے لیے آئیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل خانہ سے ملنے کے لیے تشریف لے گئے اور معمول کے مطابق سب سے پہلے اپنی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور اپنے نواسوں حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو گود میں لے کر چومنے لگے۔ پھر یکے بعد دیگرے اپنی بیویوں کے حجروں میں تشریف لے گئے، ہر ایک نے آپ کو خیبر میں فتح کی مبارک باد دی اور آپ کی آمد پر خوش آمدید کہا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا قدرے غصے میں ہیں۔ آپ ان کی طرف خاص طور پر دیکھنے لگے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نقاب اوڑھ کے بڑی احتیاط کے ساتھ گھر سے نکلیں، دل میں غیرت انگڑائیاں لے رہی تھی کہ میں بھی نئی سوکن دیکھوں جس نے آتے ہی مسلمان عورتوں کے دل میں جگہ بنالی ہے بلکہ سبھی ان کے حسن و جمال کی تعریف کر رہی ہیں، ہر مجلس میں ان کے حسن و جمال اور خوبیوں کا تذکرہ ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بڑی احتیاط کے ساتھ حارثہ بن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف روانہ ہوئیں جہاں ام المومنین سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا ٹھہری ہوئی تھیں۔ یہ خوبصورت نئی سوکن نوخیز عمر صرف ابھی سترہ سال کی تھی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نقاب اوڑھ کر عورتوں کے درمیان آ کر بیٹھ گئی، ان کا خیال تھا کہ انھیں کوئی بھی پہچان نہیں سکے گا لیکن حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں پہچان لیا۔ آپ ان کے وہاں سے نکلنے کا انتظار کرنے لگے۔ جب وہ اس گھر سے روانہ ہوئیں تو آپ بھی دبے پاؤں پیچھے ہو لیے۔ جب چند قدم آگے گئیں تو آپ نے پیچھے سے ان کی چادر پکڑ لی اور مسکراتے ہوئے پوچھا: نئی دلہن کیسی لگی؟

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے آپ پر قابو پانے کی بہت کوشش کی لیکن جذبات تھے کہ قابو میں آنے مشکل ہو رہے تھے، آپ کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہنے لگیں: ہاں! میں نے یہودیات کے درمیان ایک یہودی عورت کو دیکھا ہے۔

---

(1) رجال مبشرون بالجنة (۲/ ۲۹۹، ۳۲۹)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے سیدہ عائشہ کے سکناپے کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے انھیں سمجھاتے ہوئے کہا: نہ ایسے نہ کہو! تمھارا اس طرح کہنا درست نہیں ہے، وہ مسلمان ہو چکی ہے اور اس نے صدق دل سے اسلام قبول کیا ہے اور وہ اس وقت بہت بہتر مسلمان ہے۔ ①

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا دل کی بھڑاس نکالنے کے لیے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں۔ یہ دونوں آپس میں ایک دوسری سے راز و نیاز کی باتیں کر لیا کرتی تھیں۔ گھر میں جب کوئی نئی بات ہوتی تو یہ دونوں مل کر اس پر اظہار خیال کر لیا کرتی تھیں۔ دونوں کے آپس میں بڑے گہرے تعلقات تھے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دل میں دیگر ازواج مطہرات کی نسبت زیادہ سکناپے کی غیرت پائی جاتی تھی۔ ان کی تو حالت یہ تھی کہ جب کبھی رسول اللہ ﷺ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تعریف کرتے تو ان سے وہ بھی برداشت نہ ہوتی۔ ایک دن ایسے ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے صدیقہ اسلام سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حسن سلوک کا تذکرہ کیا تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: کیا ہر وقت ان کا ذکر لے کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اللہ نے آپ کو ان سے بہتر رفیقہ حیات عطا کر رکھی ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ غضبناک ہو گئے، آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اللہ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بہتر مجھے رفیقہ حیات نہیں دی۔ وہ اس وقت مجھ پر ایمان لائی جب لوگوں نے مجھے جھٹلا دیا تھا، اس نے اس وقت میری مالی مدد کی جب لوگوں نے مجھے محروم کر رکھا تھا اور اسی سے مجھے اولاد میسر آئی، جبکہ دوسری کسی بھی بیوی سے مجھے اولاد میسر نہیں آئی۔

اب دیکھئے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کیسے جذبات کا اظہار کر رہی ہیں؟ جبکہ وہ مکہ میں وفات پا چکی ہیں۔ اب بھلا یہاں ایک نوعمر حسین و جمیل خاتون کے سوکن بننے پر ان کے جذبات میں طوفان پیدا کیوں نہ ہو؟

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا اور نساء النبی ﷺ

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے گھر منتقل ہو گئیں۔ انھوں نے یہ عزم کر رکھا تھا کہ وہ تمام اہل خانہ سے خلوص دل سے پیش آئیں گی، وہ دیگر ازواج مطہرات کی مخلص اور

① طبقات ابن سعد (۸/ ۱۲۵، ۱۲۶)، الاصابۃ (۴/ ۳۳۸)، سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۳۶، ۲۳۷)، انساب الاشراف (۱/ ۴۴۴)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفادار سہیلی بن کر رہیں گی۔ انھوں نے دل جیتنے کے لیے آغاز ایسے تحائف دینے سے کیا جو خواتین کو بہت پسند ہوتے ہیں۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سب سے پہلے سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر گئیں اور ان سے بہت زیادہ محبت اور پیار کا اظہار کیا اور انھیں سونے کے کانوں کے جھمکے بطور تحفہ دیے۔ یہ ان کی طرف سے محبت، لاڈ اور پیار کا اظہار تھا۔ وہ یہ جانتی تھیں کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لاڈلی بیٹی ہیں۔ اسی طرح سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے دیگر ازواج مطہرات کو سونے کے زیورات بطور تحفہ دیے جو وہ خیبر سے اپنے ساتھ لائی تھیں [1] تاکہ باہمی تعلقات میں خوشگواری پیدا ہو۔

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بڑی دانشمند اور عالمہ وفاضلہ خاتون تھیں، وہ اپنی سوکنوں سے نہایت محبت سے پیش آتیں اور خاص طور پر سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما سے تو وہ بہت ہی حسن سلوک سے پیش آتیں لیکن وہ یہ محسوس کرتی تھیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں ایک اجنبی ہے اور ازواج مطہرات ان کے اصل کو بھول نہیں پا رہیں۔ [2] سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا انھیں عار دلاتے ہوئے کہنے لگیں: یہ تو ایک یہودی کی بیٹی ہے۔ لیکن حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں سمجھاتے ہیں کہ یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ تم انصاف سے کام لو۔

ترمذی میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو یہ خبر پہنچی کہ وہ انھیں یہودی کی بیٹی کہہ رہی ہیں تو یہ بات سن کر وہ رو پڑیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو وہ رو رہی تھیں۔ آپ نے پوچھا: رو کیوں رہی ہو؟ تو انھوں نے کہا: حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھے یہودی کی بیٹی کہا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: تم نبی کی بیٹی ہو، تیرا چچا ایک نبی تھا، تم نبی کی بیوی ہو۔ تم سے بڑھ کر کسی اور کو کیا فخر ہو سکتا ہے؟ پھر حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا: اللہ سے ڈرو! تمھیں ایسی بات کہنا زیب نہیں دیتا۔ [3]

حالات و واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ کبھی کبھار سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما اپنی نبی

---

[1] طبقات ابن سعد (۸/ ۱۲۸)۔

[2] العقد الفرید (۶/ ۱۲۸)۔

[3] تحفۃ الاحوذی (۱۰/ ۲۹۲)، رقم الحدیث (۳۹۸۴)، سنن ترمذی کتاب المناقب رقم الحدیث (۳۱۹۲)، مسند احمد رقم الحدیث (۱۱۹۴۳)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریم ﷺ سے قرابت اور اپنے عرب ہونے کا فخریہ اظہار کیا کرتی تھیں تا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو سنایا جائے۔ رسول اللہ ﷺ ایسے مواقع پر سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا ایسے انداز میں خاندانی پس منظر بیان کرتے کہ وہ سن کر خوش ہو جاتیں اور انھیں یہ محسوس ہونے لگتا کہ خانہ نبوی میں واقعی ان کی قدر و قیمت ہے۔

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے اپنا شاندار خاندانی پس منظر سن کر خوش ہو جاتیں اور فخر محسوس کرنے لگتیں۔ جس طرح دیگر ازواج مطہرات کو اپنے عربی ہونے اور رسول اللہ ﷺ کے قریبی رشتہ دار ہونے پر ناز تھا اسی طرح انھیں اپنے انبیاء علیہم السلام کے خاندان سے ہونے پر ناز تھا۔

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لائے تو میں نے عرض کی کہ عائشہ اور حفصہ (رضی اللہ عنہما) مجھ سے برتر ہونے کا اظہار کرتی ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا: تم نے انھیں یہ نہیں بتایا کہ تم مجھ سے بہتر کیسے ہو سکتی ہو؟ میرا شوہر محمد (ﷺ) ہے میرا باپ ہارون (علیہ السلام) ہے اور میرا چچا موسیٰ (علیہ السلام) ہے۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو یہ پتہ چلا کہ ازواج مطہرات کہتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے نزدیک زیادہ معزز ہیں اس لیے کہ ہم نبی علیہ السلام کی بیویاں بھی ہیں اور ان کی چچا زاد بھی ہیں۔ [1] ہمارا آپ سے دوہرا رشتہ ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بسا اوقات رسول اللہ ﷺ کے سامنے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو عار دلاتے ہوئے یہ کہہ دیا کرتی تھیں کہ تم تو بہت چھوٹے قد کی ہو، لیکن رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پسند نہ تھی، آپ اس طرح کی بات کہنے سے روک دیا کرتے تھے۔

ابوداؤد، ترمذی اور بیہقی میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک دن نبی کریم ﷺ سے باتیں کرتے ہوئے کہہ دیا کہ بس آپ کے لیے تو صفیہ ہی کافی ہے جو چھوٹے سے قد کی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے یہ بات سن کر فرمایا: عائشہ! تم نے ایک ایسی کڑوی بات کی ہے کہ اگر اسے سمندر میں ملا دیا جائے تو وہ بھی کڑوا ہو جائے۔ [2]

---

[1] مسند احمد (۶/ ۱۳۵)، مستدرك حاكم (۴/ ۲۹)، تحفة الاحوذی (۱۰/ ۲۹۱، ۲۹۲)، الاصابة اسد الغابة (۶/ ۱۷۰)۔

[2] حياة الصحابة (۲/ ۷۲۰)، سنن ابوداؤد كتاب الادب رقم الحديث (۴۸۷۵)، سنن ترمذی كتاب صفة القيامه رقم الحديث (۲۵۰۲)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا حالانکہ بڑی زاہدہ، عابدہ، ہمدرد اور سخی تھیں، وہ اس حوالے سے بڑی مشہور و معروف تھیں لیکن جب انھوں نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا تو سکناپے کی وجہ سے ان کے جذبات میں بھی طوفان پیدا ہوا۔ انھوں نے بھی سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ایک دفعہ ایسی جلی کٹی سنائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کافی دیر تک ناراض رہے۔

یہ واقعہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کچھ یوں بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حج کے سفر پر اپنی تمام ازواج مطہرات کو ساتھ لے گئے۔ صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ تھک کر بیٹھ گیا تو وہ رونے لگیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا تو آپ تشریف لائے اور ان کے آنسو اپنے ہاتھوں سے صاف کرنے لگے۔ وہ رو رہی تھیں، آپ انھیں رونے سے روک رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اپنی بہن کی مدد کرو۔ انھوں نے جواب دیا: کیا میں اس یہودی عورت کی مدد کروں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر ناراض ہو گئے اور ان سے پورے سفر حج میں بات نہ کی، یہاں تک کہ مدینہ منورہ واپس آ گئے، محرم اور صفر ایسے ہی گزر گئے، آپ ان کے ہاں نہیں آئے، وہ مایوس ہو گئیں۔ ربیع الاول میں آپ ان کے ہاں تشریف لائے، انھوں نے معافی طلب کی تو آپ راضی ہو گئے۔

اس طرز عمل کی وجہ سے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا احساس اجنبیت بالکل جاتا رہا اور انھوں نے یہ محسوس کیا کہ میری اس گھر میں واقعی ایک قدر و قیمت ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاص طور پر میرا خیال رکھتے ہیں۔ ①

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں آپ کے اخلاق حسنہ اور عادات و اوصاف کی خوشہ چینی کو اپنے لیے سعادت سمجھتی تھیں، بعض حالات میں ایک دوسری کا خیال رکھتی تھیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے خار رکھنے کے باوجود ان کا خیال رکھا کرتی تھیں تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں ناراض نہ ہو جائیں۔

ابن ماجہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی وجہ سے سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے ناراض ہو گئے۔ وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں

① سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۳۴)، اسد الغابة (۶/ ۱۷۰، ۱۷۱)، تاریخ الاسلام للذہبی (عہد معاویة رضی اللہ عنہ ص۶۹)، مجمع الزوائد (۴/ ۳۲۱)، مسند احمد (۶/ ۳۳۷، ۳۳۸)، طبقات ابن سعد (۸/ ۱۲۶، ۱۲۷)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ان سے بات کی کہ اگر تم میرے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے بات کریں کہ وہ ناراضی ختم کر دیں تو تمہاری بڑی مہربانی ہو گی۔ میں اپنا دن بھی تجھے سونپ دیتی ہوں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ٹھیک ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دوپٹے کو جو زعفران کا رنگا ہوا تھا، اسے پانی ڈبو کر نچوڑا جس سے گھر کے آنگن میں خوشبو پھیل گئی اور رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائیں اور باتیں کرنے لگیں۔ آپ نے فرمایا کہ عائشہ! کیا بات ہے؟ آج تو تمہاری باری نہیں؟ انھوں نے کہا:

((ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ))

"یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہے عطا فرماتا ہے۔"

اس کے بعد سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں سفارش کی تو آپ راضی ہو گئے اور ناراضی جاتی رہی۔ ①

اللہ کی قسم! وہ سچی ہے

جب انسان سلیم الفطرت ہو، دل کا صاف ہو، سچ بولتا ہو، مکر و فریب سے قطعی نا آشنا ہو تو ان خوبیوں کی وجہ سے وہ تمام لوگوں میں احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا ظاہر و باطن کے اعتبار سے بالکل پاک صاف تھیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صدق دل سے محبت کرتی تھیں، صداقت اور وفاداری ان کے رگ و ریشے میں رچی بسی ہوئی تھی اور بعض دلآویز مواقع میں تو ان کی حیثیت بالکل منفرد دکھائی دیتی تھی، اس لیے رسول اللہ ﷺ قسم کھا کر ان کی صداقت کی گواہی دیتے تھے۔

زید بن اسلم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جس بیماری میں رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی، تمام ازواج مطہرات آپ کے پاس اکٹھی ہوئیں۔ سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا نے کہا: یارسول اللہ! میرا دل چاہتا ہے کہ جو بیماری آپ کو لائق ہوئی ہے وہ مجھے لگ جائے۔ یہ بات سن کر ازواج مطہرات نے انھیں کچوکا دیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا: تم سب کلی کرو۔ سب نے کہا: کس چیز سے اے اللہ کے رسول؟

آپ نے فرمایا: تم میں سے کس نے اسے عیب لگایا؟ اللہ کی قسم! یہ اپنی بات میں سچی

---

① سنن ابن ماجه كتاب النكاح رقم الحديث (١٩٧٣)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ ①

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی صداقت کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اور کس کی گواہی معتبر ہوسکتی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر سچائی کا خوگر اور کون ہوسکتا ہے؟

بے شک یہ صفیہ (رضی اللہ عنہا) ہے

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا تمام ازواج مطہرات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بڑا مقام و مرتبہ تھا۔ آپ ان کی قدر کرتے تھے اور ان کی عزت کرتے تھے۔ لوگوں میں آپ سب سے زیادہ نفسیات کو جاننے والے تھے۔ آپ اپنے اعتکاف کی جگہ سے ان کے اکرام میں نکل آیا کرتے تھے۔

بخاری شریف میں باب الاعتکاف میں علی بن حسین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے انھیں بتایا کہ وہ رمضان کے آخری دس دنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے اعتکاف کی جگہ گئیں، کچھ دیر آپ سے باتیں کیں، پھر اٹھ کر چل پڑیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اٹھے۔ جب وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے دروازے کے پاس پہنچیں تو آپ نے انصار کے دو آدمیوں کو دیکھا۔ ان دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے کہا: ذرا ٹھہرو، سنو! یہ میری بیوی صفیہ ہے۔ ان دونوں نے یہ بات سن کر کہا: سبحان اللہ، اے اللہ کے رسول! ہم آپ کے بارے میں بھی بھلا کبھی ایسا سوچ سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: شیطان ابن آدم میں یوں سرایت کر جاتا ہے جس طرح خون سرایت کرتا ہے۔ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ تمھارے دلوں میں کوئی غلط قسم کا خیال پیدا نہ کر دے۔ ②

---

① طبقات ابن سعد (۸/ ۱۲۸)، الاصابۃ (۴/ ۳۳۹)، سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۳۵)، ازواج النبی للصالحی (ص۲۲۶)۔

② صحیح البخاری کتاب الاعتکاف باب هل یخرج المعتکف لحوائجه رقم الحدیث (۲۰۳۵)، صحیح مسلم کتاب السلام باب بیان انه یستحب لمن روی خالیا بامواۃ رقم الحدیث (۲۱۷۵)، سنن ابی داؤد رقم الحدیث (۲۴۷۰)، سنن ابن ماجه رقم الحدیث (۱۷۷۹)، مسند احمد (۶/ ۳۳۷)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی قدر کی پہچان

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا تمام معاملات کو قرآن وسنت کی روشنی میں نمٹانے کے حوالے سے مشہور ومعروف تھیں، وہ تمام امور کو اسی روشن کھڑکی سے دیکھتی تھیں اور معاملہ فہمی میں وہ قرآن وحدیث سے باہر نہیں جاتی تھیں۔

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا قرآن کریم کے معانی، مفہوم اور اسرار ورموز کو اچھی طرح جانتی تھیں اور اس کو بھی اچھی طرح سمجھتی تھیں کہ جو لوگ قرآن کریم کے زیر سایہ زندگی بسر کرتے ہیں اور اس کے آفاق میں گم رہتے ہیں، قرآن ان کے دلوں پر کس طرح اثر انداز ہوتا ہے؟ اسی لیے وہ رات دن قرآن حکیم کی تلاوت میں مصروف رہتی تھیں۔

حقیقی مؤمن وہ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا نام لیا جائے تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں اور جب قرآن حکیم کی آیات پڑھی جائیں تو ان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے، ان کا رابطہ اپنے اللہ کے ساتھ بڑا مضبوط ہوتا ہے اور جو لوگ اس دستور کی مخالفت کرتے ہیں وہ سیدھے راستے کی رہنمائی کے محتاج ہوتے ہیں۔

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا اس قسم کے لوگوں کی رہنمائی کو پسند کرتی تھیں تاکہ صحیح بنیادوں پر عبادت کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔

ابونعیم اصفہانی عبداللہ بن عبیداللہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کے حجرے میں کچھ لوگ اکٹھے ہوئے۔ وہ ذکر الٰہی اور تلاوت کرنے لگے، پھر وہ سجدے میں چلے گئے۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے جب انھیں سجدے میں پڑے ہوئے دیکھا تو فرمایا: تمھارا رونا کدھر گیا؟ [1]

دراصل ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا انھیں عبادت کی روح کے بارے میں آگاہ کر رہی تھیں کہ عبادت کا اصل خوف اور خشیت الٰہی ہوا کرتا ہے۔ جب خوف اور خشیت الٰہی دل میں پیدا ہوں تو آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں۔ یہ آنسو درحقیقت خشوع کی علامت ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے دل میں اللہ تعالیٰ کی کتنی قدر و قیمت تھی۔

---

[1] حلیۃ الاولیاء (۲/ ۵۵)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بردباری، شرافت اور صداقت

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کی خوشہ چیں تھیں، اسی لیے وہ بڑی بردبار، با ادب اور باوقار خاتون تھیں۔ وہ بردباری، تقویٰ شعاری، ہمدردی اور فضل و شرف کے حوالے سے دیگر خواتین کے لیے ایک مثالی نمونہ تھیں۔

ابوعمر قرطبی الاستیعاب میں ان کے بارے میں کہتے ہیں:

((كَانَتْ صَفِيَّةُ حَلِيمَةً ، عَاقِلَةً فَاضِلَةً)) ①

''سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا ایک بردبار، عقلمند اور عالمہ و فاضلہ عورت تھیں۔''

واللہ! یہ صفات تو مردوں کے لیے بڑی کمال کی چیز سمجھی جاتی ہیں، اگر یہ عورتوں میں پائی جائیں تو ان کے فضل و شرف کے کیا کہنے!

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا فضائل اعمال میں کمال درجے کو پہنچی ہوئی تھیں، ان کا نام بطور مثال لیا جاتا تھا۔ صداقت اور بردباری تمام اوصاف سے زیادہ ان میں پائی جاتی تھی۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ بلا شبہ وہ عقلمند اور دیندار خواتین میں سے تھیں۔

ابوعمر بن عبدالبر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی ایک کنیز کے دل میں آیا کہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا ہفتے کے دن کو اچھا سمجھتی ہیں اور یہودیوں سے صلہ رحمی کرتی ہیں۔ یہ بات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوئی تو انھوں نے آپ سے دریافت کیا۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: جس دن سے اللہ نے جمعہ کو میرے لیے ہفتہ کے دن کا متبادل بنا دیا ہے میں ہفتے کے دن سے کوئی دلی محبت نہیں کرتی، البتہ یہودیوں میں میرے قریبی رشتہ دار ہیں، میں ان سے صلہ رحمی سے پیش آتی ہوں۔ اس کے بعد سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنی کنیز سے پوچھا کہ تجھے یہ باتیں بتانے کی کیا ضرورت تھی؟ اس نے کہا: مجھے شیطان نے انگیخت کیا تھا اور یہ میرا قصور ہے، میں تسلیم کرتی ہوں۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے یہ سن کر بڑی سنجیدگی سے کہا: ''جا تو آزاد ہے!'' ② ان کا یہ کارنامہ بردباری کا نقطہ عروج ہے جس سے

---

① الاستیعاب (۴/ ۳۳۹)۔ ② الاصابه (۴/ ۳۳۸، ۳۳۹)، شذرات الذهب (۱/ ۲۴۵)، سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۳۲، ۲۳۳)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا آراستہ دکھائی دیتی ہیں حالانکہ وہ بدلہ لینے پر بھی قدرت رکھتی تھیں لیکن انھوں نے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اس کے حکم کو پیش نظر رکھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل تقویٰ کی خوبی بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ○﴾ (آل عمران: ۳/ ۱۳۴)

''اور (جنتوں کے مالک) غصے کو پی جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہوتے ہیں اور اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

اسی طرح فرمان الٰہی ہے:

﴿نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَاءُ وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ○﴾

(یوسف: ۱۲/ ۵۶)

''ہم اپنی رحمت جسے چاہیں عطا کرتے ہیں اور نیکو کاروں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔''

یقیناً سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ دوہرا اجر وثواب عطا کرے گا: ایک اپنی کنیز کو معاف کرنے کا اور دوسرا اسے آزاد کرنے کا۔

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا تمام معاملات کو قرآن و حدیث کی روشنی میں سرانجام دیا کرتی تھیں۔ قرآن وحدیث کی تعلیمات نے انھیں بردبار اور باوقار بنا دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ خواتین اہل بیت اور تمام صحابہ کرام میں احترام کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں۔

خلیفۃ المسلمین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے خلاف جب محاصرہ ہوا تو سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے ان کے مقام ومرتبے کا اعتراف کرتے ہوئے بھرپور ساتھ دیا۔ جب انھیں گھر میں محصور کر دیا گیا اور ان کا کھانا پانی بند کر دیا گیا تو سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا ان کے گھر بڑے اہتمام سے کھانا پانی بھیجتی رہیں۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا غلام کنانہ بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ خچر پر بیٹھ کر سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دفاع کے لیے نکلیں، خچر کی نکیل میں نے پکڑ رکھی تھی۔ اشتر نامی شخص نے آگے بڑھ کر خچر کے منہ پر مارتے ہوئے اس کا رخ پھیر دیا۔ اس پر سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے بڑے غصے کا اظہار کیا لیکن کھانا پانی بدستور ان کے گھر بھیجتی رہیں۔ [1]

[1] الاصابة (۴/ ۳۳۹)، طبقات ابن سعد (۸/ ۱۲۸)، سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۳۷)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا ان لوگوں کے خلاف تھیں جو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی مخالفت میں محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خیر خواہ اور معاون تھیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام معاملات کو نہایت دانشمندی سے نمٹایا کرتی تھیں۔

اسی لیے علامہ ابن اثیر اور امام نووی رحمہما اللہ ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

((كَانَتْ عَاقِلَةً مِنْ عُقَلَاءِ النِّسَاءِ)) ①

''وہ دانشور خواتین میں ایک دانشور خاتون تھیں۔''

حافظ ابن کثیرؒ ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

((كَانَتْ مِنْ سَيِّدَاتِ النِّسَاءِ عِبَادَةً وَوَرَعًا وَزَهَادَةً وَبِرًّا وَصَدَقَةً رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَأَرْضَاهَا))

''وہ عبادت، تقویٰ، زہد، نیکی اور صدقہ و خیرات کے اعتبار سے سردار عورتوں میں سے تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور انھیں بھی راضی کرے۔'' ②

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا صدقہ و خیرات اور سخاوت کے اعتبار سے بڑی مشہور و معروف تھیں۔ درہم و دینار ان کی ہتھیلی پر ٹکتے ہی نہ تھے۔ بس چند لمحات کے لیے ان کے ہاتھ درہم و دینار آتے اور پھر حق داروں کی طرف انھیں لوٹا دیا جاتا۔ دنیا کے ساز و سامان کی ان کے ہاں کوئی قدر و قیمت ہی نہ تھی۔ وہ اچھی طرح اس حقیقت سے آگاہ تھیں کہ جو اللہ تعالیٰ کے ہاں پہنچ جاتا ہے وہی بہتر اور باقی رہنے والا ہوتا ہے۔ وہ اس حقیقت کو بھی جانتی تھیں کہ صدقہ و خیرات کا دلوں پر کتنا گہرا اثر ہوتا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کے ہاں سے کتنا ثواب ملتا ہے۔ ان کا ایک گھر تھا، انھوں نے اسے اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی رضاء حاصل کرنے کے لیے صدقہ کر دیا تھا اور وہ ہر کام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں سرانجام دیتی تھیں۔ ③ ابن العماد رحمہ اللہ ان کے بارے میں کتنی اچھی بات لکھتے ہیں:

((وَكَانَتْ جَمِيلَةً فَاضِلَةً كَفَاهَا فَضْلًا وَنُبْلًا زَوَاجُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم)) ④

---

① اسد الغابة (٦/ ١٦٩)، تهذيب الاسماء واللغات (٢/ ٣٤٩)۔

② البداية والنهاية (٨/ ٤٦)۔ ③ طبقات ابن سعد (٨/ ١٢٨)۔

④ شذرات الذهب (١/ ٢٤٥)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''وہ خوبصورت اور عالمہ فاضلہ تھیں، نبی کریم ﷺ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونا ہی ان کے فضل وشرف کے لیے کافی ہے۔''

علم سے محبت اور حدیث کی روایت

جب ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا رشتہ ازدواج میں منسلک ہو کر امہات المومنین میں شامل ہوئیں تو انھوں نے بڑے ذوق وشوق سے سرچشمہ علم وعرفان سے سیراب ہونا شروع کر دیا۔ وہ مقدور بھر قرآن مجید کو حفظ کیا کرتی تھیں۔ دین اور قرآن مجید کے ساتھ ان کی والہانہ محبت تھی جن کے پاس کسی جانب سے باطل پھٹک نہیں سکتا۔ ہم نے اس جلیل القدر خاتون کی خوشگوار سیرت کا مطالعہ کیا ہے، انھیں واقعی قرآن مجید کے ساتھ بے پناہ محبت تھی اور اس پر عمل کرنے کو اپنے لیے سرمایہ حیات سمجھتی تھیں، اور جہاں تک حدیث نبوی کے ساتھ ان کے قلبی رجحان کا تعلق ہے تو ہمیشہ ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان رہتا تھا:

﴿ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ ﴾

(الاحزاب: ۳۳/ ۳۴)

''اور یاد کرو جو پڑھی جاتی ہیں تمھارے گھروں میں اللہ کی آیات اور حکمت کی باتیں۔''

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے دس احادیث مروی ہیں جن میں سے ایک متفق علیہ ہے۔ ①

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے تابعین عظام کی ایک جماعت نے حدیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی، ان میں سے علی بن حسین، اسحاق بن عبداللہ بن حارث، کنانہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے غلام، ان کے بھتیجے اور دیگر بہت سے تابعین رحمہم اللہ کے نام آتے ہیں۔ ②

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت منقول ہے جسے ابویعلی نے اپنی مسند میں ذکر کیا ہے، روایت کچھ اس طرح ہے:

((عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صَفْوَانَ عَنْ صَفِيَّةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَنْتَهِي النَّاسُ عَنْ غَزْوِ هٰذَا الْبَيْتِ حَتّٰى يَغْزُوَهُ

① صحیح البخاری رقم الحدیث (۲۰۳۵)، صحیح مسلم رقم الحدیث (۲۱۷۵)۔
② سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۳۲)، الاصابۃ (۴/ ۳۳۹)، تہذیب التہذیب (۱۲/ ۴۲۹)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جَیْشٌ حَتّٰی اِذَا کَانُوْا بِبَیْدَاءَ مِنَ الْاَرْضِ خُسِفَ بِاَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ وَلَمْ یَنْجُ اَوْسَطُهُمْ قَالَتْ: قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَأَیْتَ الْمُکْرَهَ مِنْهُمْ؟ قَالَ یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ۔ عَزَّوَجَلَّ۔ عَلٰی مَافِیْ اَنْفُسِهِمْ)) ①

''مسلم بن صفوان ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں، کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ اس گھر (بیت اللہ) پر حملہ کرنے سے باز نہیں آئیں گے یہاں تک کہ ایک لشکر اس پر حملہ کرنے کے لیے چلے گا، جب وہ ایک بلند میدان میں ہوگا تو ان کے اگلے پچھلے اور درمیانے زمین میں دھنس جائیں گے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جسے مجبور کر کے لایا گیا ہو، کیا وہ بھی؟ تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ انھیں اسی نیت پر اٹھائیں گے جو ان کے دلوں میں ہوگا۔''

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے ایک یہ حدیث بھی مروی ہے جسے اسحٰق بن عبداللہ بن حارث الہاشمی نے روایت کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

((دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ کَتِفًا بَارِدًا فَکُنْتُ اَسْحَاهَا فَاَکَلَهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰی)) ②

''میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں نے آپ کی طرف بھنا ہوا کندھے کا گوشت قریب کر دیا جو کہ ٹھنڈا تھا۔ میں نے اسے چھیل کر تیار کیا تھا آپ نے اسے کھایا پھر آپ اٹھے اور نماز ادا کی۔''

ہمیشہ جنت میں رہنے والیوں کے ساتھ رفیق حیات کی طرف

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا تقریباً چالیس سال زندہ رہیں۔ وہ زندگی بھر نماز، روزے، عبادت، صدقہ وخیرات اور علم وعرفان میں مصروف رہیں۔ ہر کام اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے سرانجام دیتی رہیں۔ ان کے فضائل و

① سنن ترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی الخسف رقم الحدیث (۲۱۸۴)، سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب جیش البیداء رقم الحدیث (۴۰۶۴)، مسند احمد (۶/ ۳۳۶، ۳۳۷)، مسند ابی یعلی (۱۳/ ۳۴)۔

② مسند ابی یعلی (۱۳/ ۳۳، ۳۴)، مجمع الزوائد (۱/ ۲۵۳)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مناقب ان کی سیرت کے ضمن میں ہم دیکھ چکے ہیں۔

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا خلفائے راشدین کے زمانے تک زندہ رہیں اور انھوں نے تمام واقعات کا مشاہدہ کیا اور مشرق و مغرب میں اسلامی فتوحات کو دیکھا، اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ میں پیدا ہونے والے بعض واقعات میں خود بھی حصہ لیا۔

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے ۵۰ھ میں اس دنیا کو خیر باد کہا [1] تاکہ رفیق اعلیٰ اللہ رب العزت کے پاس پہنچ جائیں۔ یہ اس وقت راضی خوش تھیں، انھوں نے پاکیزہ خواتین اہل بیت میں اپنا اچھا اثر چھوڑا اور یہ اثر اللہ کے فضل و کرم سے رہتی دنیا تک باقی رہے گا۔

جس دن سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی کسی نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کے وفات پانے کی اطلاع دی تو انھوں نے سجدہ کیا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی جامع ترمذی میں یہ روایت نقل کی ہے:

حکم بن ابان، عکرمہ سے بیان کرتے ہیں، صبح کی نماز کے بعد سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بتایا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدنا صفیہ رضی اللہ عنہا وفات پا گئی ہیں تو آپ یہ سن کر سجدے میں چلے گئے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے ایسے موقع پر سجدہ کیا ہے؟ تو انھوں نے کہا: کاے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ جب تم کوئی اللہ کی نشانی دیکھو تو سجدہ کرو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ کے اس دنیا سے کوچ کر جانے سے بڑی اللہ کی نشانی اور کیا ہو سکتی ہے؟ [2]

مدینہ منورہ میں امہات المومنین اور دختران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں انھیں دفن کیا گیا۔ صحابہ کرام ان کے جنازے میں شریک ہوئے اور جنت البقیع میں انھیں دفن کیا گیا۔ [1]

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے پیچھے ایک لاکھ درہم وراثت میں چھوڑے۔ ان میں تیس ہزار اپنے بھانجے کو دینے کی وصیت کر دی تھی۔

اس میراث کے بارے میں طبقات ابن سعد میں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کے حوالے سے

---

[1] طبقات ابن سعد (۸/ ۱۲۸)، انساب الاشراف (۱/ ۴۴۴)، البدایۃ والنہایۃ (۸/ ۴۶)، تہذیب التہذیب (۱۲/ ۴۲۹)۔

[2] سنن ترمذی کتاب المناقب باب فضل ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم رقم الحدیث (۳۸۹۱)، سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب السجود عند الآیات رقم الحدیث (۱۱۹۷)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکور ہے کہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی وراثت جو زمین اور ساز و سامان کی صورت میں تھی اس کی مالیت ایک لاکھ درہم بنتی تھی، اس میں سے تیسرا حصہ انھوں نے اپنے بھانجے کو دینے کی وصیت کر دی تھی۔ چونکہ ان کا بھانجا ابھی یہودی تھا تو مسلمانوں نے اسے وصیت کے مطابق مال دینا مناسب نہ جانا تو یہ مسئلہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیش کیا تو انھوں نے فرمایا: اللہ سے ڈرو اور ان کی وصیت پر عمل کرو۔

ان کے بھانجے نے تقریباً تیس ہزار درہم وصول کیے۔ (1)

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا جنت الفردوس میں جا مقیم ہوئیں۔ ان کی معطر سیرت ہمیشہ یاد رہے گی اور خواتین کے لیے وہ قابل قدر نمونہ کی حیثیت سے یاد رہیں گی۔ خواتین ان کی اقتدا کرتے ہوئے ان کے نقش قدم پر چلتی رہیں گی۔

اللہ ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے راضی ہو اور انھیں پاکیزہ خواتین اہل بیت میں شامل فرمائے اور ہمیں ان لوگوں میں شامل ہونے کی توفیق عطا کرے جو بات کو سنتے ہیں اور اچھی باتوں پر عمل کرتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ عَمَلاً صَالِحًا يُقَرِّبُنَا اِلَيْكَ ، اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ اَنْ تُلْهِمَنَا الصَّوَابَ وَتَجْعَلَ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رُشْدًا
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

***

(1) طبقات ابن سعد (۸/ ۱۲۸)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

10

خواتین اہل بیت

ام المومنین سیدہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا

رسالت مآب ﷺ کی پاکیزہ زوجہ مطہرہ کی پُرنور سیرت کا دل آویز اور ایمان افروز تذکرہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا

- قوی ارادے، صائب عقل و دانش، اللہ پر ٹھوس یقین رکھنے والی ایک مؤمن خاتون جس کے حق میں قرآن نازل ہوا جو قیامت تک پڑھا جائے گا۔
- حبشہ کی طرف ہجرت کی سعادت حاصل کرنے والی جو کفر اور کافروں کے سامنے ڈٹ گئی، کوئی اس کے اسلام کے خلاف اثر انداز نہ ہو سکا۔
- وہ امہات المومنین کی فہرست میں اس وقت شامل کی گئیں جبکہ ابھی وہ حبشہ میں تھیں، نبی کریم ﷺ کی تمام بیویوں سے زیادہ ان کا حق مہر باندھا گیا۔
- جب ان کا باپ مدینہ منورہ آیا تو انہوں نے اس کے استقبال کے لیے جو مؤقف اختیار کیا وہ بڑا مشہور ہوا، جو اس کے صحیح ایمان اور نبی کریم ﷺ کی قدر و منزلت پر معرفت کی نشاندہی کرتا ہے۔
- بعثت سے سترہ سال پہلے پیدا ہوئیں اور مدینہ منورہ میں ۴۴ ہجری میں وفات پائی اور انہوں نے ۶۵ احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت کی تلاش

رات کی تاریکی چھا گئی، کائنات نیند کی آغوش میں چلی گئی، مکہ کی فضا میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ اس مکمل خاموشی کے سناٹے میں ان چند افراد کی آوازیں بھنبھنا رہی تھیں جو آپس میں سرگوشیاں کر رہے تھے، بتوں کی تعظیم اور اس کی خدمت میں نذر و نیاز پیش کرنے کے بارے میں باہمی گفتگو کر رہے تھے۔ ان کا روئے سخن اس طرف بھی تھا کہ یہ بت عرب اور قریش کے نزدیک کس قدر مقام و مرتبہ رکھتے ہیں۔ یہ رات کی تاریکی میں باتیں کرنے والے مندرجہ ذیل چار افراد تھے:

1. ورقہ بن نوفل
2. عثمان بن حویرث بن اسد
3. زید بن عمرو بن نفیل
4. اور عبید اللہ بن جحش

عبید اللہ بن جحش کی والدہ نبی کریم ﷺ کی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب تھیں۔

رات پر سکون تھی، ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی، اس ماحول میں باتیں کرنے میں بڑا مزہ آ رہا تھا۔ انھوں نے ایک دوسرے سے کہا: آؤ سچا وعدہ کریں کہ یہ جو ہم باتیں کر رہے ہیں قریش کو ان کی بھنک نہیں پڑنے دیں گے۔ سب نے بیک زبان ہو کر کہا: ٹھیک ہے، ایسا ہی ہوگا۔ مجال ہے کسی کو ہماری کسی بات کا علم ہو جائے۔

ان میں سے ایک نے کہا: اللہ کی قسم! تم جانتے ہو کہ تمھاری قوم کھوکھلی ہے، انھوں نے اپنے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کے دین و ملت میں ٹھوکر کھائی ہے۔

پھر بطور مذاق و تعجب کے کہنے لگا: تمھارا کچھ نہ رہے، جس پتھر کا ہم طواف کرتے ہیں نہ یہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے نہ نقصان دے سکتا ہے اور نہ فائدہ اور نہ کسی کے کچھ کام آ سکتا ہے۔ بھلے مانسو!...... اٹھو! اپنے لیے کوئی دین تلاش کرو۔ تم اس وقت اللہ کی قسم! کھوکھلے ہو چکے ہو۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر وہ باہمی طور پر ایک دوسرے کو طعن و تشنیع اور لعنت ملامت کرنے لگے۔ کہنے لگے: کیا تم نے لات، عزیٰ اور تیسرے مناۃ کو دیکھا ہے؟ ہبل، اساف اور نائلہ کو بھی تم نے دیکھ لیا؟ ان کے علاوہ دیگر بتوں کو بھی تم دیکھ چکے ہو۔ یہ سب ڈھونگ ہے، مٹی کے مادھو ہیں، ہماری اور ہمارے آباء و اجداد کی عقلوں پر انھوں نے قبضہ جما رکھا ہے، بلکہ انھوں نے ساری سرزمین عرب کے باشندوں کو اُلو بنا رکھا ہے، ان کی حقیقت کچھ بھی نہیں۔

تمھارا ستیاناس ہو، آؤ! ہم کوئی ایسا راستہ تلاش کریں جو ہمیں حقیقت کی طرف پہنچا دے، شاید کہ ہم خیر کو حاصل کرسکیں۔

اس رات کی صبح ہوئی، سورج کی کرنیں چمکیں، مشرقی افق پر سورج سونے کے تھال کی مانند نمودار ہوا۔ یہ چاروں ساتھی اٹھے اور دین ابراہیم کی تلاش میں مختلف شہروں کی طرف چل پڑے۔

ورقہ بن نوفل نے تو نصرانیت میں استحکام پیدا کرلیا۔ اس نے اہل کتاب سے دینی کتابیں لے کر علم حاصل کیا اور وہ دعوت اسلام کے ظہور سے پہلے ہی فوت ہوگیا۔ ورقہ بن نوفل عربی النسل تھا اور قریشی خاندان کا چشم و چراغ تھا۔ اس کے بارے میں اصبہانی اغانی میں لکھتے ہیں:

((اَحَدُ مَنِ اعْتَزَلَ عِبَادَةَ الْاَوْثَانِ فِی الْجَاهِلِيَّةِ وَطَلَبَ الدِّيْنَ وَقَرَءَ الْكُتُبَ وَامْتَنَعَ مِنْ اَكْلِ ذَبَائِحِ الْاَوْثَانِ))

"وہ ان میں سے ایک تھا جنھوں نے زمانہ جاہلیت میں بتوں کی عبادت چھوڑ دی تھی، دین حق کو تلاش کیا، کتابیں پڑھیں اور بتوں کے نام پر ذبح کیے ہوئے جانوروں کا گوشت کھانا چھوڑ دیا۔"

عثمان بن حویرث روم کے بادشاہ قیصر کے پاس چلا گیا، وہاں جا کر اس نے عیسائیت قبول کرلی اور اس میں کمال درجے کو پہنچا اور پوپ کے منصب پر فائز ہوا اور شام ہی میں زہر سے اس کی موت واقع ہوئی۔

زید بن عمرو بن نفیل نے نصرانیت قبول کی اور نہ یہودیت اور وہ بتوں سے بھی الگ تھلگ ہوگیا۔ اس نے اپنے آپ پر مردار، خون اور بتوں کے نام پر ذبح کیے گئے جانوروں کا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب

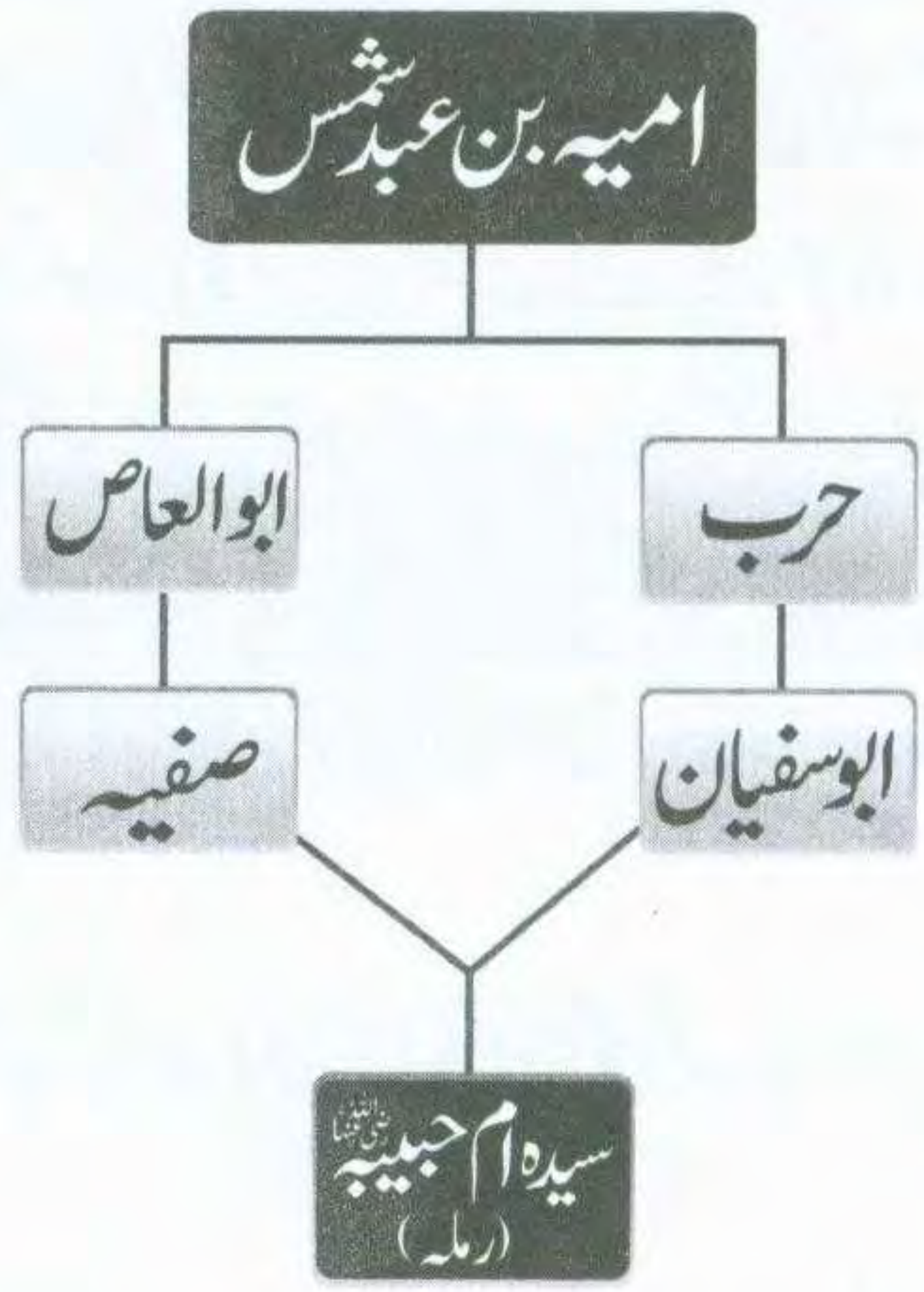

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضرت عثمان بن عفان بن ابو العاص بن امیہ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبی تعلق

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گوشت کھانا حرام قرار دے لیا تھا، وہ بچیوں کو زندہ درگور کرنے سے بھی رک گیا اور اس نے کہا کہ میں تو ابراہیم علیہ السلام کے رب کی عبادت کروں گا اور وہ بعثت سے پہلے ہی فوت ہو گیا۔

حالات و واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل نے ورقہ بن نوفل کو نصرانیت اختیار کرنے پر جلی کٹی سنائی تھیں اور اس سے الگ تھلگ ہونے کا ارادہ ظاہر کر دیا تھا۔ اس نے کہا: میں تو اپنے طرز عمل پر ڈٹا رہوں گا یہاں تک کہ ہمارے علماء ہمیں کوئی خوش خبری سنائیں گے۔

پھر زید نے توحید پر اطمینان ظاہر کیا اور اس کا اعلان بھی کر دیا، اس موقع پر ورقہ بن نوفل نے یہ شعر کہے:

رَشَدْتَ وَاُنْعِمْتَ ابْنَ عَمْرٍو اِنَّمَا
تَجَنَّبْتَ تَنُّوْرًا مِنَ النَّارِ حَامِيًا
بِدِيْنِكَ رَبًّا لَيْسَ رَبٌّ كَمِثْلِهٖ
وَاكِكَ جِنَّانَ الْجِبَالِ كَمَا هِيَا

''اے ابن عمرو! تو نے ہدایت اور انعام پا لیا، تو گرم تنور کی آگ سے بچ گیا، تو نے اپنے دین کے ذریعے ایسے رب کو پا لیا کہ اس جیسا کوئی رب نہیں اور تو نے بڑے بڑے پہاڑ جیسے شیاطین کو ان کی حالت پہ چھوڑ دیا۔''

البتہ عبید اللہ بن جحش اسی طرح رہا جس طرح وہ پہلے مضطرب اور بے چین تھا۔ اس کا ذہن خلط ملط تھا، اسے کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا، کسی بھی کام پر اس کا دل نہیں جمتا تھا، اس کا ذہن کسی دین اور عقیدے پر جمتا ہی نہ تھا۔ عبید اللہ بن جحش کی شادی خاندان قریش کی ایک دانشور خاتون کے ساتھ ہوئی۔ آج وہی ہمارے اس مضمون کی مہمان ہے۔ وہ تھی بنوامیہ کے سردار مکہ کے قائد ابوسفیان کی بیٹی رملہ رضی اللہ عنہا۔ ①

---

① مسند احمد (٦/ ٣٢٥، ٤٢٥)، مستدرك حاكم (٤/ ٢٠، ٢٣)، الاستيعاب (٤/ ٢٩٦، ٢٩٩)، طبقات ابن سعد (٨/ ٩٦، ١٠٠)، اسدالغابة (٦/ ١١٥، ١١٧)، المعرفة والتاريخ (٣/ ٣١٨)، مجمع الزوائد (٩/ ٢٤٩)، تهذيب التهذيب (١٢/ ٤١٩)، الاصابة (٤/ ٢٩٨، ٣٠٠)، شذرات الذهب (١/ ٢٣٦)، سير اعلام النبلاء (٢/ ٢١٨، ٢٢٣)، ازواج النبى للصالحى (ص ١٦١، ١٧١)، اعلام النساء (١/ ٤٦٤، ٤٦٦)، السمط ←

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ازواج واولاد کا خاکہ

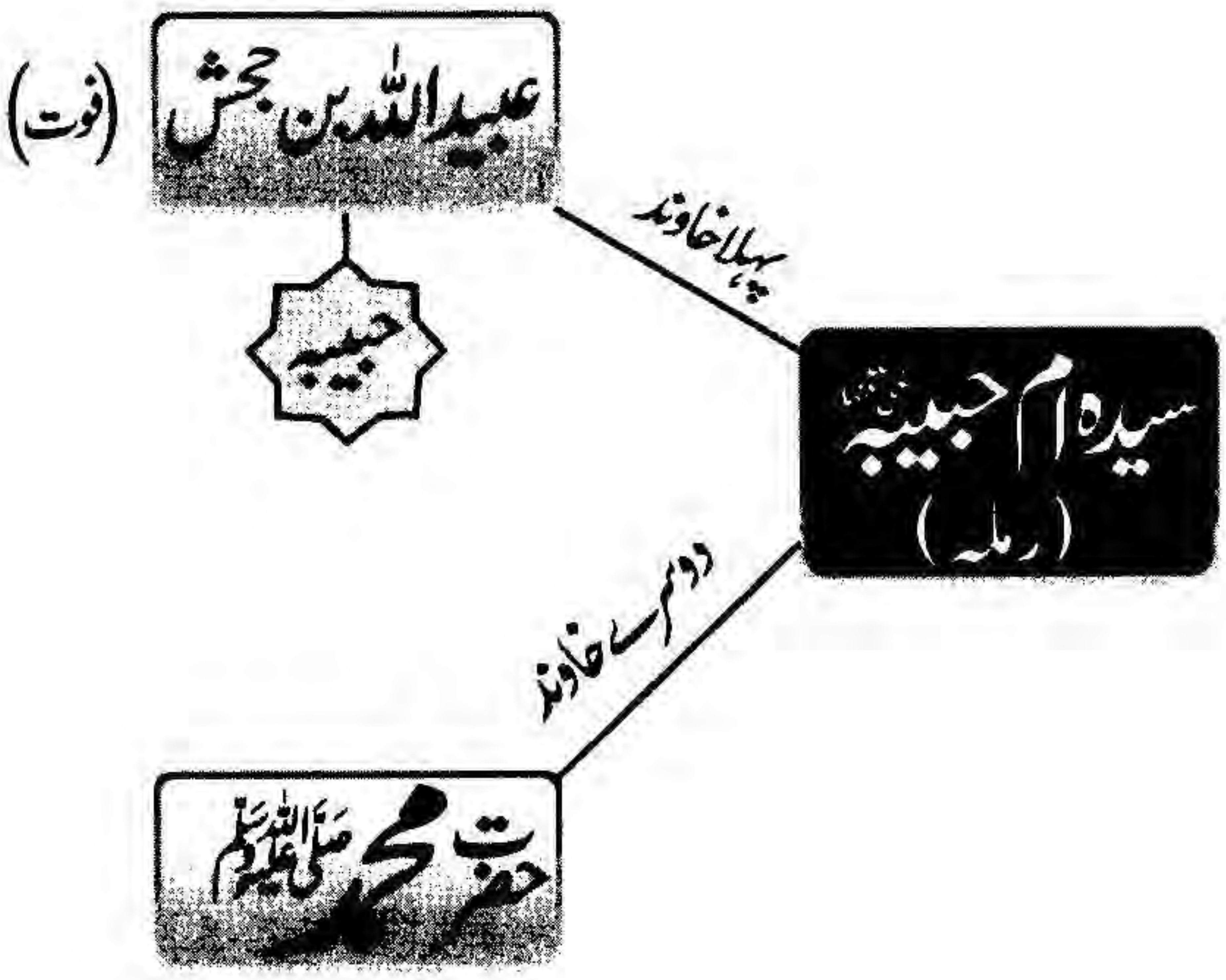

عبیداللہ بن جحش نے اسلام قبول کیا ہجرت حبشہ کرنے کے بعد مرتد ہوا، عیسائیت پر اس کی موت ہوئی۔ اس سے ایک بیٹی حبیبہ پیدا ہوئی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھوڑا ہی عرصہ گزرا کہ مکے میں ایک بہت بڑی خبر پھیلی اور وہ خبر سیدنا محمد ﷺ کے نبی بننے اور آپ پر وحی نازل ہونے کی تھی۔ اس خبر نے تمام خبروں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

سیدہ رملہ رضی اللہ عنہا اور سرعت ایمان

ایمان کے سائے مکہ کے گھروں پر پڑنے لگے، مکہ دو گروہوں میں بٹ گیا۔ ایک گروہ اللہ اور اس کے رسول امین سیدنا محمد ﷺ پر ایمان لایا۔ اور دوسرے گروہ نے اس شریعت کا انکار کر دیا جسے لے کر سیدنا محمد ﷺ آئے تھے۔ اس گروہ کا سربراہ ابوسفیان بن حرب تھا۔

لیکن ابوسفیان اپنی سخت گیری اور پوری احتیاط کے باوجود اپنی بیٹی رملہ رضی اللہ عنہا کے دل تک نور ہدایت کو پہنچنے سے روک نہ سکا۔ یہ عبیداللہ بن جحش کی بیوی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا سینہ ایمان کے لیے کھول دیا اور ان کے دل میں ایمان و یقین کے انوار ڈال دیئے۔ وہ بہت جلد ایمان لے آئیں اور انھوں نے بتوں سے اپنا دامن چھڑا لیا، جن کی ادھر ادھر پوجا ہو رہی تھی اور لوگوں نے اللہ واحد قہار کو یکسر فراموش کر رکھا تھا۔

شروع شروع میں ان کا خاوند عبیداللہ بن جحش بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا، جس طرح کہ اس کے بھائیوں عبداللہ اور ابو احمد رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا تھا اور اس کی بہنوں زینب اور حمنہ رضی اللہ عنہا نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا بڑی عقلمند، صاحب رائے، سلیقہ شعار اور معاملہ فہم خاتون ہیں۔ ان کا باپ اپنی بیٹی کی ان خوبیوں کو اچھی طرح جانتا تھا لیکن اسے اس بات کی توقع نہ تھی کہ وہ اپنے آبائی دین کو اس قدر جلدی چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے گی۔ لیکن ابوسفیان بڑا سخت گیر اور حوصلے والا تھا، اسے یہ خبریں پہنچ رہی تھیں کہ اس کی بیٹی نے اپنے آبائی دین کو چھوڑ دیا ہے۔ وہ قریش کے دین سے منحرف ہو چکی ہے، اس نے لات، عزیٰ، مناۃ اور ہبل جیسے تمام بتوں کو یکسر چھوڑ دیا ہے اور دین محمد ﷺ کو اختیار کر لیا ہے۔

وہ ایک دن بیٹی سے ملنے کے لیے اس کے گھر آیا۔ دل میں یہ خیال تھا کہ اسے

← الثمین (ص۱۱۱، ۱۱۷)، تقریب التهذيب (۲/ ۵۹۸)، السرية النبوية (۲/ ٦٤٥)، عيون الاثر (۲/ ۳۸۴، ۳۸۵)، البداية والنهاية (۸/ ۲۸)، صفة الصفوة (۲/ ۴۲، ۴٦)، المواهب اللدنية (۲/ ۸۵، ۸۷)، مسند ابی يعلى (۱۳/ ۴۲، ٦۸)، زاد المعاد (۱/ ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا پہلے خاوند سے نسبی تعلق

ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا اصل نام "رملہ" تھا۔ بیٹی کے نام کی کنیت سے مشہور ہوئیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھاؤں گا کہ اپنے دل سے ایمان کو مٹا دے جس کی وجہ سے اسے معاشرے میں رسوائی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ خیال تھا کہ سمجھانے بجھانے سے بیٹی مان جائے گی۔ وہ بیٹی کے گھر پہنچا، اسے اس طرف بڑی نرمی سے توجہ دلائی۔ بیٹی نے باپ کی باتیں سن کر نہایت اطمینان و یقین اور باوقار انداز میں کہا:

((اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ))

''میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں''

اس سے زیادہ کچھ نہ کہا۔ ابوسفیان اپنی بیٹی رملہ رضی اللہ عنہا سے بناوٹی سکون و اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے بڑے نرم لہجے میں کہنے لگا: بیٹی! معاشرے میں میرے اور اپنے مقام و مرتبہ کو دیکھو۔ وہ نہایت مکاری اور چالبازی سے کام لے رہا تھا لیکن اس کی کوئی تدبیر کارگر نہ ثابت ہوسکی۔ وہ ان کے دل میں اپنا ایک حرف بھی نہ ڈال سکا کیونکہ ایمان نے ان کے دل پر قبضہ جما رکھا تھا، ان کا ارادہ بڑا پختہ ہو چکا تھا، ان کے خیالات کو کوئی چیز بھی ہلا نہیں سکتی تھی اور نہ ہی اپنی اور اپنے آباء و اجداد کی بزرگی کے تذکرے اسے اپنے مؤقف سے ہٹا سکتے تھے۔

ابوسفیان اپنی بیٹی کے گھر سے دل گرفتہ ہو کر اٹھا، اسے کوئی بہتری نظر نہ آئی تھی۔ وہ اپنے گھر اپنا سا منہ لے کر واپس آ گیا۔ دل غمگین تھا کہ اس کی دانش مند بیٹی اس کے ارادوں کو پامال کرتی ہوئی اس کے ہاتھ سے نکل گئی ہے۔ اس نے اپنے باپ کی کوئی بات بھی تو نہیں مانی۔ وہ اپنے ایمان سے سرشار اپنے میٹھے ایمانی خوابوں کے سہارے خوشی سے جھوم رہی تھی۔ اس نے اپنے باپ اور قوم کے معبودوں کا یکسر انکار کر دیا تھا۔ رملہ رضی اللہ عنہا قرآنی آیات سنا کرتی تھیں جن سے ان کے ایمان میں مزید اضافہ ہوتا، جو آیات سیدنا محمد ﷺ پر نازل ہوتیں انھیں زبانی یاد کر لیا کرتی تھیں۔ وہ آیات اللہ کی حلاوت سے لطف اندوز ہوتیں اور ان آیات کے حسن و جمال کو محسوس کرتیں، یقیناً رملہ رضی اللہ عنہا عقل مند، فصیح و بلیغ اور سردار خواتین میں سے تھیں۔

ہجرت اور صبر جمیل

بت پرستی میں ملوث سردار یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ابوسفیان اپنی قریب ترین بیٹی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ناراض ہو گا اور اسے اللہ کی راہ میں طرح طرح کی تکالیف جھیلنے پر خاموش تماشائی بنا دیکھتا رہے گا۔

جو بھی اسلام قبول کرتا قبائل اس پر ٹوٹ پڑتے، اسے طرح طرح کی سزائیں دیتے۔ مسلمان مصائب کو صبر وتحمل سے برداشت کرتے اور قربانی کا کڑوا گھونٹ پیتے۔ لیکن جب پانی سر سے اونچا ہونے لگا، مسلمانوں کے لیے اذیتیں ناقابل برداشت ہونے لگیں، مشرکین نے حد انسانیت سے تجاوز کرنا شروع کر دیا تو حبیب کبریا سیدنا محمد ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا اشارہ دے دیا۔

کچھ مسلمان سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ ہجرت کرنے والوں میں عبید اللہ بن جحش بھی تھا اور اس کی بیوی رملہ رضی اللہ عنہا بھی اس کے ساتھ تھیں۔ وہ اس وقت حالت حمل میں تھیں۔ [1] جب وہ حبشہ میں اس کے بادشاہ نجاشی کے پاس ٹھہرے تو انھوں نے بچی کو جنم دیا، جس کا نام حبیبہ رکھا اسی کے نام کی وجہ سے ان کی کنیت ام حبیبہ مشہور ہوئی، پھر اسی کنیت سے وہ مشہور ومعروف ہوئیں۔

ابوسفیان اور اس کے مشرک ساتھیوں کے لیے یہ بڑا مشکل مرحلہ تھا کہ ان کے ہاتھوں سے اہل ایمان نکل جائیں جنھوں نے اپنے گھر چھوڑ دیے تھے اور وہ ان کی پہنچ سے بہت دور چلے گئے تھے، تاکہ وہ راحت اور سکون سے رہ سکیں جو ان کے لیے مکہ میں ختم ہو چکا تھا اور ان اہلِ ایمان میں اس کی بیٹی ام حبیبہ رملہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔

مہاجر مسلمان بڑے سکون اور اطمینان سے زندگی بسر کر رہے تھے، انھیں بہترین ٹھکانہ میسر آ گیا تھا، انھیں بہترین پڑوسی کے زیر سایہ مکمل آرام وسکون میسر تھا۔ وہ اپنی اس احمق قوم کی پہنچ سے بہت دور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہو گئے کہ جس قوم نے انھیں مکے میں طرح طرح کی تکالیف میں مبتلا کر رکھا تھا۔ سرزمین حبشہ میں مہاجر مسلمان ایک دوسرے کی ملاقات کے لیے آتے جاتے رہتے تھے۔

مؤمن مہاجر خواتین میں سے ام حبیبہ، ام سلمہ، رقیہ بنت رسول اللہ، جعفر بن ابی طالب کی بیوی اسماء بنت عمیس اور لیلیٰ بنت ابی حثمہ رضی اللہ عنہن جیسی جلیل القدر خواتین گاہے گاہے اکٹھی

[1] تاریخ مدينة دمشق (تراجم النساء: ص ۷۷)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتیں اور مکے میں گزرے دنوں کو یاد کرتیں۔ انھیں بیت اللہ کی یاد ستاتی، ان کے دلوں میں اپنے مالوف وطن کو دیکھنے کا شوق انگڑائیاں لیتا۔ ان یادوں کی تپش میں تخفیف صرف ایمان کی وجہ سے ہوتی۔

وہ اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھتی تھیں کہ ہمارے ساتھ یہ صورت حال محض اس لیے پیش آئی ہے کہ ہم اللہ پاک کے راستے پر گامزن ہیں۔ وہ ان تکالیف کو محض اس لیے برداشت کر رہی تھیں کہ یہ اللہ کے راستے میں اس کی خوشنودی کو حاصل کرنا چاہتی تھیں۔

جب خواب شرمندۂ تعبیر ہوتے ہیں

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا عبادت میں ہمہ تن مصروف ہو گئیں اور اللہ تعالیٰ سے لو لگا لی۔ اپنی بیٹی کو اللہ کی اطاعت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے روشناس کرانے لگیں۔ ان کا خاوند عبید اللہ بن جحش نصرانی مذہبی پیشواؤں کے پاس جا کر دیر تک بیٹھنے لگا۔ ان کی باتیں اس کے دل کو بھانے لگیں۔

حبشہ میں رہائش کے دوران ایک رات ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ذکر الٰہی کرتی ہوئی نیند کی آغوش میں چلی گئیں۔ انھوں نے خواب میں خوف زدہ مناظر دیکھے جس سے ہڑبڑا کر وہ اٹھ کھڑی ہوئیں۔ ان کی سانس اکھڑی ہوئی تھی، خوف و ہراس نے ان کے اعصاب کو جکڑ رکھا تھا۔

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا خواب کی داستان بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے خاوند عبید اللہ بن جحش کی شکل بری طرح بگڑ چکی ہے۔ میں گھبرائی اور میں نے سوچا کہ شاید اس کی حالت بدل چکی ہے اور واقعی جب صبح ہوئی تو وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا: ام حبیبہ! میں نے دین کے بارے میں غور و فکر کیا ہے، مجھے نصرانیت سے بہتر کوئی دین دکھائی نہیں دیا۔ میں پہلے نصرانی تھا پھر میں نے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم اختیار کر لیا لیکن اب میں پھر نصرانیت کی طرف لوٹ گیا ہوں۔ میں نے سن کر کہا: اللہ کی قسم! یہ تیرے حق میں بہتر نہیں ہے۔ پھر میں نے اسے اپنا خواب بتایا تو اس نے اس کی کوئی پروا نہیں کی۔ [1]

اس طرح عبید اللہ بن جحش مرتد ہو گیا، اس نے مسیحیت سے اپنا ناطہ جوڑ لیا۔ بدبختی اس

---

[1] مستدرك حاكم (۲/ ۲۰، ۲۲)، طبقات ابن سعد (۸/ ۹۷)، سير اعلام النبلاء (۱/ ۲۲۳)، (۲/ ۲۲۱)، الاصابة (۴/ ۲۹۹)، السيرة الحلبية (۲/ ۷۵۸)، السمط الثمين (ص۱۱۱)، تاريخ مدينة دمشق تراجم النساء (ص ۸۲، ۸۳)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر غالب آ گئی۔ اس نے کوشش کی کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بھی مرتد ہو جائے اور اسلام کو چھوڑ دے۔ اس نے انھیں اس دین کے اختیار کرنے کی ترغیب بھی دلائی جسے وہ اپنا چکا تھا لیکن اس کی تمام تر کوششیں رائیگاں گئیں۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اس کا مطالبہ ماننے سے یکسر انکار کر دیا۔ انھوں نے بڑا صبر کیا اور وہ صحیح ایمان کے راستے پر گامزن رہیں۔ انھوں نے ایمان کے نور سے اپنے دل کو روشن رکھا اور اللہ پر پہلے سے زیادہ اعتماد کیا۔ انھوں نے اس حقیقت کو پلے باندھ لیا کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور جو سیدھے راستے سے بھٹک گیا ہے اللہ اسے خوب دیکھ رہا ہے۔

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے دل نے مشرک اور کافر انسان کے ساتھ رہنا قبول نہیں کیا بلکہ انھوں نے ایسے شخص کے ساتھ بیٹھنا یا باتیں کرنا بھی گوارا نہ کیا۔ انھوں نے یہ ضروری سمجھا کہ جس شخص نے اپنے دین سے بغاوت کی ہے اس سے فوری طور پر علیحدگی اختیار کر لینی چاہیے۔ اس نے اپنے اہل خانہ کو دھوکا دیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیے گئے معاملے میں خیانت کی ہے۔

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے یہ پختہ ارادہ کر لیا کہ اب تو جدائی ضروری ہے اس کے بغیر چارہ کار نہیں۔ وہ اپنے گھر میں بیٹھ گئیں، انھوں نے عورتوں سے ملنا جلنا ختم کر دیا۔ رات بھر اپنے رب سے مناجات کرتی رہتیں اور اس کے حضور اپنی حالت زار کا شکوہ کرتی رہتیں حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کی حالت کو خوب اچھی طرح جانتا تھا اور اللہ ان حالات سے خوب واقف تھا جو انھیں پردیس میں لاحق ہوئے تھے اور جو کچھ تنہائی میں ان پر بیت رہا تھا۔

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو سخت ترین اور ناگفتہ بہ حالات نے گھیر رکھا تھا وہ مکہ معظمہ بھی واپس نہیں جا سکتی تھیں کیونکہ ان کا باپ ابوسفیان اسلام اور مسلمانوں کا سخت ترین دشمن وہاں موجود تھا۔ وہ انھیں پل بھر چین نہ لینے دیتا بلکہ انھیں دین سے منحرف کرنے کے لیے سرتوڑ کوشش کرتا کیونکہ وہ ان بدمعاش قریشیوں کا سردار تھا جو اسے طعنہ دیتے تھے کہ اس کی بیٹی ام حبیبہ نے اسلام قبول کر لیا ہے اور وہ اسے چھوڑ کر حبشہ چلی گئی ہے۔ وہ مدینہ منورہ بھی ہجرت نہیں کر سکتی تھیں کیونکہ وہاں ان کے خاوند کی بہن زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا امہات المومنین کی فہرست میں شامل تھیں، کہیں وہ انھیں اپنے لیے بوجھ نہ سمجھنے لگے۔ ان تمام پہلوؤں پر غور و فکر کے بعد انھوں نے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا کہ وہی علام الغیوب ہے اور اسی کے قبضہ قدرت میں سب کچھ ہے۔

ان کا خاوند عبیداللہ بن جحش شراب نوشی میں دھت رہنے لگا، وہ دن رات جام پہ جام

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیئے جاتا۔ شراب نے اسے بری طرح اپنی گرفت میں لے لیا اور آخر کار کثرت شراب نوشی نے اس کا کام تمام کر دیا اور وہ کفر کی حالت میں چل بسا۔ نہ دنیا ملی اور نہ آخرت۔

علامہ طبری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((فَتَنَصَّرَ زَوْجُهَا وَحَاوَلَهَا اَنْ تُتَابِعَهُ فَاَبَتْ وَصَبَرَتْ عَلٰى دِيْنِهَا وَمَاتَ زَوْجُهَا عَلَى النَّصْرَانِيَّةِ))

''ان کے خاوند نے نصرانیت قبول کر لی، اس نے بہت کوشش کی کہ اس کی بیوی اس کے پیچھے لگے لیکن انھوں نے صاف انکار کر دیا اور وہ اپنے دین پر کاربند رہیں اور ان کا خاوند دین نصرانیت پر فوت ہوا۔''

ام المومنین

ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا پردیس میں اکیلی رہ گئیں۔ ان کا خاوند شراب میں ہر وقت دھت رہنے کی وجہ سے فوت ہو گیا۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اپنے اللہ سے ہر وقت دعا کرتی رہتیں کہ وہ اسے سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا کرے اور پردیس میں اس پر رحم فرمائے اور تنگ و ترش حالات پیش آنے پر اس کی مدد کرے۔ ان کے خاوند نے انھیں نصرانی بنانے کی بڑی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے انھیں اسلام پر قائم و دائم رکھا۔ (1)

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ میں یہ اطلاع پہنچی کہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا ایمان لانے کی وجہ سے شروع دن ہی سے بڑے ناگفتہ بہ حالات کی گرفت میں ہیں۔ پھر انھوں نے مجبور ہو کر حبشہ کی طرف ہجرت اختیار کی۔ یہ ہجرت محض اللہ اور رسول علیہ الصلاۃ والسلام کی رضا کی خاطر تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم بھی ہوا کہ ان کا خاوند عبید اللہ بن جحش مرتد ہو کر دائرہ نصرانیت میں داخل ہوا اور پھر اسی حالت میں اس کی موت واقع ہو گئی۔ اب وہ اپنی ننھی منی بیٹی حبیبہ کے ساتھ اکیلی حبشہ میں زندگی کے کٹھن دن گزار رہی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی عزت افزائی کا ارادہ کیا اور ان کے صبر اور دین پر کاربند ہونے کا بہتر بدلہ دینے کا ارادہ کیا۔ آپ کو ان کی دیانتداری، عبادت گزاری، پاک دامنی اور صبر کے بارے میں بھی اطلاع

(1) مستدرك حاكم (۴/ ۲۰)، تاريخ مدينة دمشق (تراجم النساء ص۸۶)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچ چکی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے شادی کرنے کا ارادہ کرلیا اور آپ نے یہ چاہا کہ انھیں ام المومنین کے اعلیٰ مقام و مرتبے پر فائز کیا جائے اور خواتین اہل بیت میں شامل کرکے اس کی عزت افزائی کی جائے جو اہل بیت ایسے خوش نصیب افراد ہیں کہ جن کی جڑ زمین میں اور شاخ آسمان تک پہنچی ہوئی ہے۔

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی عمر تقریباً چالیس سال کی ہوگئی لیکن وہ اس عمر میں بلا کی حسین و جمیل تھیں اور اس پر مزید یہ کہ وہ تقویٰ شعار، دیندار اور عبادت گزار تھیں۔

امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے بارے میں رقمطراز ہیں:

((اَلسَّیِّدَۃُ الْمُحَجَّبَۃُ رَمْلَۃُ بِنْتُ اَبِیْ سُفْیَانَ)) [1]

''سیدہ پردہ دار رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہما''

لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کے مقام و مرتبے کو بلند کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا اور وہ اسی طرح ہوسکتا تھا کہ انھیں اپنے حبالہ عقد میں لے لیں۔ اس شادی سے انھیں مندرجہ ذیل دو میں سے ایک خوبی ضرور میسر آئے گی:

رملہ کے سخت گیر باپ ابوسفیان کی ناک کٹ جائے گی یا پھر اس کی سخت طبیعت نرم ہو جائے گی اور اس کا دل حق قبول کرنے کی طرف مائل ہوجائے گا اور اس کا سینہ اسلام کے لیے کھل جائے گا۔

یہ ساری صورت حال مدینہ منورہ میں پیش آرہی تھی۔ یہ واقعات و حالات رسول اللہ ﷺ کے گھر میں پیش آرہے تھے۔ ادھر سیدہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا حبشہ میں اپنی عدت کے دنوں کے خاتمے کا انتظار کررہی تھیں اور وہ منتظر تھیں کہ کب اللہ کشادگی کے دن لائے گا یا کب اس کی طرف سے دن پھرنے کا حکم ہوگا۔ ایک رات ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سونے کے لیے بستر پر لیٹیں تو انھوں نے خواب دیکھا کہ کوئی انھیں ام المومنین کہہ کر پکار رہا ہے۔ وہ گھبرا کر بیدار ہوئیں لیکن جلد ہی انھیں سکون و اطمینان حاصل ہوگیا۔ انھوں نے اپنے اس خواب کی یہ تعبیر کی کہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے شادی کرلیں گے۔

دن گزرنے لگے۔ جب عدت پوری ہونے میں چند دن باقی رہ گئے تو رسول اللہ ﷺ

---

[1] سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۱۸)، الاصابۃ (۴/ ۲۹۹)، تاریخ مدینۃ دمشق (تراجم النساء ص ۸۳)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے مدینہ منورہ میں عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو تیار کیا تا کہ وہ اس مہم پر روانہ ہوں اور سیدہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا کو جا کر خوش خبری سنائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو حبشہ کے حکمران نجاشی کے پاس بھیجا کہ وہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا کی شادی کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اہتمام کر دے۔

حبشہ میں ام حبیبہ رضی اللہ عنہا تنہائی میں بڑی فکر مند تھیں، وہ کئی دن سے اپنے خواب کی تعبیر میں غور وخوض کر رہی تھیں۔ ایک دن ایسے ہوا کہ نجاشی کی ایک ابرہہ نامی کنیز ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور کہنے لگی: بادشاہ نے پیغام دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف خط لکھا ہے کہ آپ کی شادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کر دی جائے۔ یہ پیغام سن کر ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ انھوں نے محسوس کیا کہ فیوض و برکات نے مجھے ڈھانپ لیا ہے۔ وہ اپنے خیالات و احساسات کو چھپا نہ سکیں اور انھوں نے مسکراتے ہوئے کنیز سے کہا: اللہ تجھے خوش رکھے۔ کنیز نے کہا: بادشاہ سلامت کہتے ہیں کہ آپ اپنی شادی کا کوئی وکیل مقرر کر لیں، تو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ایک قریبی رشتہ دار خالد بن سعید بن العاص الاموی رضی اللہ عنہ کو اپنا وکیل مقرر کر لیا۔ پھر ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اس خوشی میں پیغام لانے والی کنیز کو اپنے چاندی کے دو کنگن، پازیب اور چاندی کی انگوٹھیاں تحفے میں دے دیں کیونکہ بھلا اس سے بڑھ کر کوئی خوشخبری ہو سکتی تھی کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو ان امہات المومنین میں شامل ہونے کی بشارت ملی ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک کر کے بلند مقام و مرتبہ عطا کیا ہے۔

خطبہ نکاح اور عمدہ مہر

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے عمدہ مہر اور قابل رشک شادی کے بارے میں لکھا ہے، فرماتے ہیں:

((وَهِيَ مِنْ بَنَاتِ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَيْسَ فِيْ أَزْوَاجِهٖ مَنْ هِيَ أَقْرَبُ نَسَباً إِلَيْهِ مِنْهَا، وَلَا فِيْ نِسَاءِهٖ مَنْ هِيَ أَكْثَرُ صَدَاقًا مِنْهَا وَلَا مَنْ تَزَوَّجَ بِهَا وَهِيَ نَائِيَةُ الدَّارِ أَبْعَدَ مِنْهَا، عُقِدَلَهٗ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَيْهَا بِالْحَبَشَةِ وَأَصْدَقَهَا عَنْهُ صَاحِبُ الْحَبَشَةِ أَرْبَعَمِائَةِ دِيْنَارٍ وَجَهَّزَهَا بِأَشْيَاءَ)) [1]

---

[1] سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۱۸)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور وہ رسول اللہ ﷺ کے چچا کی بیٹیوں میں سے تھیں۔ آپ کی بیویوں میں نسب کے اعتبار سے ان سے زیادہ کوئی اور آپ کے قریب نہ تھی اور نہ ان سے زیادہ کسی کا حق مہر باندھا گیا اور نہ ان کی طرح گھر سے دور کسی سے شادی ہوئی جس طرح ان کے ساتھ ہوئی۔ نبی اکرم ﷺ کا ان کے ساتھ نکاح حبشہ میں ہوا اور آپ کی جانب سے حبشہ کے بادشاہ نے چار سو دینار مہر دیا اور کچھ مزید چیزیں بھی جہیز میں دیں۔''

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا پر یہ خاص اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور اس کی رحمت ہوئی کہ انھیں ان پاکیزہ امہات المومنین کی فہرست میں شامل کر دیا جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا:

﴿ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ﴾

(الاحزاب: ۳۳/ ۶)

''بلا شبہ نبی مؤمنوں کے لیے ان کی اپنی ذات سے بھی مقدم ہیں اور آپ کی بیویاں مؤمنوں کی مائیں ہیں۔''

خطبہ نکاح اور مہر کیسے طے پایا؟

آپ ذرا یہ داستان بھی سن لیجیے کہ جس دن شام کو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو شادی کی خوش خبری دی گئی اسی وقت حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ اپنے مہاجر ساتھیوں کے ساتھ تشریف لائیں۔ سب مہاجر مسلمان دربار میں حاضر ہو گئے۔ نجاشی اس پررونق محفل میں خطبہ نکاح پڑھنے کے لیے کھڑا ہوا اور اس نے یہ خطبہ پڑھا:

((اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ السَّلَامِ الْمُؤْمِنِ، الْمُهَيْمِنِ الْعَزِيْزِ الْجَبَّارِ وَاَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّهُ الَّذِیْ بَشَّرَ بِهٖ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَتَبَ اِلَیَّ اَنْ اُزَوِّجَهٗ اُمَّ حَبِيْبَةَ بِنْتَ اَبِیْ سُفْيَانَ فَاَجَبْتُ اِلٰى مَا دَعَا اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ اَصْدَقْتُهَا اَرْبَعَمِائَةِ دِيْنَارٍ))

''تمام تر شکر اللہ کے لیے ہے جو بادشاہ ہے، پاک، سراسر سلامتی والا، امن دینے والا، نگہبان، ہر چیز پر غالب اور اپنا حکم بزور نافذ کرنے والا زبردست ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول ہیں اور آپ وہی ہیں جن کی بشارت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے دی۔ حمد و ثناء کے بعد! اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے خط لکھا ہے کہ میں ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا کی شادی ان سے کر دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے جس کی طرف مجھے دعوت دی میں نے قبول کر لی اور میں نے ان کا حق مہر چار سو دینار مقرر کیا ہے۔"

پھر نجاشی نے مسلمانوں پر دیناروں کا چھٹا دیا [1] اور اپنی جگہ پر بیٹھ گیا پھر ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے وکیل خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، انھوں نے خطبہ دیتے ہوئے کہا:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَحْمَدُهٗ وَاسْتَعِيْنُهٗ وَاَسْتَنْصِرُهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ اَجَبْتُ اِلٰى مَا دَعَا اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَزَوَّجْتُهٗ اُمَّ حَبِيْبَةَ بِنْتَ اَبِىْ سُفْيَانَ فَبَارَكَ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ))

"تمام تر شکر اللہ کے لیے ہے، میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں اس سے مدد طلب کرتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، جنہیں اس نے ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اسے تمام ادیان پر فوقیت عطا کرے اگرچہ مشرکین اس کو ناپسند کرتے ہوں۔

حمد و ثنا کے بعد! جس کی طرف رسول اللہ ﷺ نے دعوت دی میں نے اسے قبول کر لیا۔ میں نے آپ کی شادی ام حبیبہ بنت ابی سفیان (رضی اللہ عنہا) کے ساتھ کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کے لیے یہ شادی مبارک کرے۔"

نجاشی نے مہر کی رقم چار سو دینار خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کے سپرد کی۔ مسلمان اس کے بعد جانے کے لیے کھڑے ہوئے تو نجاشی نے کہا: بیٹھ جاؤ! انبیاء علیہم السلام کا یہ طرز عمل رہا ہے کہ انھوں نے جب بھی شادی کی تو کھانے کا اہتمام کیا۔ پھر اس نے کھانا منگوایا، سب نے مل کر

[1] مستدرك حاكم (۴/ ۲۰، ۲۲)، طبقات ابن سعد (۸/ ۹۷، ۹۸)، الاصابة (۴/ ۲۹۹)، الاستيعاب (۴/ ۲۹۷)، السيرة الحلبية (۲/ ۷۵۸، ۷۵۹)، تاريخ مدينة دمشق (تراجم النساء ص ۸۳)، تفسير القرطبي (۱۸/ ۵۸)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھایا اور اس کے بعد اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ (1)

اس پر سلامتی کی برکھا برسے

تقدیر نے اپنا فیصلہ سنا دیا اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو بلند مقام پر پہنچا دیا۔ اس نے اس ابرہہ نامی کنیز کی قدر و منزلت کو بھی چار چاند لگا دیے جس نے سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی مبارک باد دی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سلام بھیجا۔ کس قدر مبارک باد کے لائق ہے وہ کنیز جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے سلام بھیجا۔

میں اس کنیز کو بڑی عظیم خاتون سمجھتا ہوں جس نے اپنے دل میں ایمان کو سمو لیا اس نے سونے چاندی کے زیورات کو کوئی اہمیت نہ دی حالانکہ زیورات عورت کی کمزوری ہوتی ہے۔ اس نے دلی رغبت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میری دلی خواہش یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا اسلام پہنچا دیا جائے حالانکہ اس نے آپ کو دیکھا نہیں تھا۔

اس نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے سامنے اپنی یہی خواہش ظاہر کی کہ میں اور کچھ نہیں چاہتی میری دلی خواہش صرف یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میرا سلام عرض کر دیا جائے۔ ام حبیبہ اس واقع کی روداد بیان کرتی ہوئی فرماتی ہیں: جب نجاشی کی طرف سے مجھے مہر کی خطیر رقم وصول ہوئی تو میں نے ابرہہ نامی کنیز کو پیغام بھیجا جس نے مجھے شادی کی خوش خبری سنائی تھی۔ وہ میرے پاس آئی تو میں نے اس سے کہا: ابرہہ! میں نے کل تجھے جو کچھ دیا سو دیا۔ میرے پاس اس کے علاوہ کچھ نہ تھا، اب یہ پچاس مثقال میں تجھے دے رہی ہوں، اسے اپنے پاس رکھ لو، آڑے وقت میں تیرے کام آئیں گے لیکن آفرین ہے اس کنیز پر کہ اس نے کچھ بھی لینے سے انکار کر دیا بلکہ اپنی ہتھیلی نکالی اور جو کچھ کل لیا تھا وہ بھی نکال کر اس کے سامنے رکھ دیا اور کہنے لگی: مجھے بادشاہ سلامت نے منع کر دیا ہے۔ میں بادشاہ کے کپڑوں اور عطریات کا انتظام کرتی ہوں۔ میں نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو اختیار کر لیا ہے، اللہ کی رضا کے لیے میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور بادشاہ نے اپنی تمام بیگمات کو حکم دیا ہے کہ ان کے پاس جو کچھ اعلیٰ قسم کے عطریات ہیں وہ آپ کی طرف بھیج دیئے جائیں۔

(1) سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب فی الولی رقم الحدیث(۲۰۸۶، ۲۱۰۷)، سنن نسائی کتاب النکاح باب القسط فی الاصدقة رقم الحدیث (۳۳۵۰)، مسند احمد رقم الحدیث (۲۶۸۶۲)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب اگلا دن ہوا تو وہ کنیز اعلیٰ قسم کے عطریات لے کر میرے پاس آئی، میں نے یہ سارے عطریات اس سے لے لیے۔ ابرہہ نے مجھ سے کہا: ام حبیبہ! میری ایک التجا ہے۔ میں نے کہا: وہ کیا؟ اس نے کہا: ایک تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا سلام کہنا اور دوسری التجا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع دینا کہ میں نے دین اسلام کو قبول کر لیا ہے۔

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ابرہہ میرے ساتھ بڑی ہی نرمی کے ساتھ پیش آتی، جب میرے پاس ہوتی تو یہ کہتی ام حبیبہ! دیکھنا کہیں میری التجا بھول نہ جانا۔ فرماتی ہیں کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی تو خطبہ نکاح کی ساری روداد آپ کو سنائی۔ ابرہہ جس طرح میرے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئی اس کی تفصیلات بھی بتائیں۔ آپ یہ سن کر مسکرا پڑے۔ میں نے کہا: اس نے آپ کو سلام بھی کہا ہے۔ آپ نے سن کر فرمایا:

((وَعَلَيْهَا السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ)) ①

''اس پر بھی سلامتی ہو اور اللہ کی رحمتیں ہوں اور اس کی برکات برسیں۔''

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا پاکیزہ خانہ نبوی میں

مسلمان حبشہ میں عرصہ دراز تک رہے مدینہ منورہ میں امن وسکون اور استحکام پیدا ہونے کے بعد انھوں نے مدینے کی طرف ہجرت کی تیاری شروع کر دی۔ مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان بہت سی فیصلہ کن جنگیں ہو چکی تھیں۔ بدر، احد اور خندق وغیرہ کے معرکے بپا ہو چکے تھے۔ ان معرکوں میں ابوسفیان مسلمانوں کے خلاف لڑنے والوں کا سربراہ رہا۔ آخری معرکہ جس کی قیادت ابوسفیان نے کی وہ غزوہ احزاب کا معرکہ تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے تمام احزاب کو شکست سے دوچار کیا لیکن اس معرکے میں کئی دن تک مسلمانوں کا معاصرہ جاری رہا، یہاں تک کہ ان کی آنکھیں تاڑے لگ گئیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے۔ ابوسفیان نے مکہ واپس کوچ کر جانے کا اعلان کر دیا اور تمام احزاب یعنی کافر گروہوں کی امیدیں خاک میں مل گئیں جبکہ ابوسفیان مسلمانوں کی جڑیں کاٹنے کا عزم رکھتا تھا۔

ابوسفیان نے واپسی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خط لکھا:

① تاريخ مدينة دمشق (تراجم النساء ص ۸۴) السيرة الحلبية۔ سير اعلام النبلاء (۱/ ۴۴۳)، السمط الثمين (۱۱۳)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ، فَاِنِّي اَحْلِفُ بِاللاَّتِ وَالْعُزّٰى، وَاِسَافٍ وَنَائِلَةَ، وَهُبَلَ، لَقَدْ سِرْتُ اِلَيْكَ فِي جَمْعٍ وَاَنَا اُرِيْدُ اَنْ لاَ اَعُوْدَ اِلَيْكَ اَبَدًا حَتّٰى اَسْتَاْصِلَكُمْ، فَرَاَيْتُكَ قَدْ كَرِهْتَ لِقَاءَنَا وَاعْتَصَمْتَ بِمَكِيْدَةٍ مَا كَانَتِ الْعَرَبُ تَعْرِفُهَا وَاِنَّمَا كَانَتْ تَعْرِفُ ظِلَّ رِمَاحِهَا وَشَبَا سُيُوْفِهَا وَمَا فَعَلْتَ هٰذَا اِلَّا فِرَارًا مِنْ سُيُوْفِنَا وَلِقَاءِنَا وَلَكَ مِنِّي يَوْمٌ كَيَوْمِ اُحُدٍ))

''اللہ کے نام سے میں لات، عزیٰ، اساف ونائلہ اور ہبل کی قسم کھاتا ہوں، میں چاہتا تھا کہ تیری جڑ اکھاڑ کر لوٹوں گا لیکن میں نے تجھے دیکھا کہ تو نے ہمارے مقابلے میں آنے کو ناپسند کیا اور ایسی چال چلی جس کو عرب اس سے پہلے جانتے ہی نہیں تھے، وہ نیزوں کے سائے اور تلواروں کی جھنکار کو جانتے ہیں، تم نے یہ جو کچھ ہماری تلواروں اور ہمارے مقابلے میں کیا ہے یہ راہ فرار اختیار کرنے کے لیے ہی کیا ہے۔ تجھے میری طرف سے ایک نہ ایک دن جنگ اُحد کی طرح چوٹ کھانی پڑے گی۔''

رسول اللہ ﷺ نے اس خط کا یہ جواب دیا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

((مِنْ مُحَمَّدٍ ﷺ اِلٰى صَخْرِ بْنِ حَرْبٍ اَمَّا بَعْدُ! فَقَدْ اَتَانِي كِتَابُكَ وَقَدِيْمًا غَرَّكَ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ، اَمَّا مَا ذَكَرْتَ اَنَّكَ سِرْتَ اِلَيْنَا وَاَنْتَ لاَ تُرِيْدُ اَنْ تَعُوْدَ حَتّٰى تَسْتَاْصِلَنَا فَذٰلِكَ اَمْرٌ يَحُوْلُ اللّٰهُ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ وَيَجْعَلُ لَنَا الْعَاقِبَةَ وَلَيَاْتِيَنَّ عَلَيْكَ يَوْمٌ اَكْسِرُ فِيْهِ اللاَّتَ وَالْعُزّٰى وَاِسَافًا وَنَائِلَةَ وَهُبَلَ حَتّٰى اُذَكِّرَكَ ذَالِكَ يَا سَفِيْهَ بَنِي غَالِبٍ))

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

''محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے صخر بن حرب کے نام! تمھارا کا خط مجھے ملا، زمانہ قدیم ہی سے اللہ کے متعلق کسی نے تجھے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ جو تو نے یہ ذکر کیا کہ تم ہماری جڑ اکھیڑنے کا ارادہ رکھتے تھے، یہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ اللہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیرے اور اس کے درمیان حائل ہو گیا اور اللہ انجام ہمارے حق میں کر دے گا۔
سنو! تجھ پر ایک دن ایسا آئے گا کہ میں اس دن لات، عزیٰ، اساف، نائلہ اور ہبل جیسے بت توڑ پھوڑ دوں گا۔ اے بنو غالب کے احمق! اس دن میں تجھے تیری اوقات یاد دلاؤں گا۔"

حبشہ میں مسلمان رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ملاقات کے بڑے مشتاق تھے۔ اسی طرح وہ اپنے محبوب نظر ساتھیوں کو ملنے کا بھی دلی شوق رکھتے تھے۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی سب سے بڑی دلی خواہش تھی کہ جس قدر جلدی ہو سکے مدینہ منورہ پہنچ کر امہات المومنین کی پاکیزہ لڑی میں شریک ہو کر خود بھی ام المومنین کے اعلیٰ مقام و مرتبے پر فائز ہو سکیں۔ ان کی یہ دلی خواہش واقعی بڑی قدر و قیمت والی تھی۔ انھوں نے یہ مقام اپنے ایمان اور صبر کی بنا پر حاصل کر لیا۔ واقعی یہ بہت بڑا شرف اور عظمت ہے، باقی ساری عظمتیں اس کے مقابلے میں ہیچ ہیں اس کے آگے ہر چیز سرنگوں ہے۔ "ام المؤمنین" کا لقب پا لینا کوئی معمولی سی بات ہے!!؟ یہ تو وہ مبارک تاج ہے جسے رب العالمین نے انھیں پہنایا۔

مکہ میں ابوسفیان کو معرکہ بدر میں پیش آنے والی ہزیمت اور معرکہ خندق میں الٹ جانے والی کھانے کی دیگیں اور اکھڑ جانے والے خیمے رہ رہ کر یاد آ رہے تھے اور ان یادوں سے وہ پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ اس کی یادوں میں ایک طوفان برپا تھا جس نے اسے ہلا کر رکھ دیا تھا کہ کسی نے حبشہ سے آ کر اس کو اطلاع دی کہ سیدنا محمد ﷺ نے نجاشی کو خط کے ذریعے کہا ہے کہ اس کی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی شادی ان سے کر دی جائے اور بیٹی نے خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کو اپنی شادی کا وکیل مقرر کر لیا ہے۔

ابوسفیان کہنے لگا: ہائے میری قسمت! میں یہ کیا سن رہا ہوں؟ اب میری بیٹی کی شادی اس سے ہو گی جس کے خلاف شروع دن سے میں نبرد آزما ہوں اور میری یہ کوشش رہی ہے کہ اس کے پیغام کو ملیامیٹ کر کے رکھ دیا جائے۔ اس کے دل میں غصے کی آگ بھڑک رہی تھی اور یہ خبر سن کر اسے اور بھی غصہ آیا کہ جب سے رسول اللہ نے اس کی بیٹی کو شادی کا پیغام پہنچایا ہے وہ خوشی سے پھولی نہیں سماتی۔ یہ سن کر تو وہ اور زیادہ تلملایا کہ جس کنیز نے اسے شادی کی خوش خبری دی تھی اسے اپنے کنگن اتار کر دے دیئے اور دوسرے دن جب مہر کی رقم اس کے ہاتھ میں آئی تو اس نے کنیز کو بلا کر کہا کہ کل میں نے تجھے دو کنگن دیئے تھے، میرے پاس اسکے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاوہ کچھ مال نہیں تھا اب اللہ نے مجھے یہ مال دیا ہے، میں تم کو یہ دینار دے رہی ہوں، انھیں اپنے پاس رکھ لو تیرے کام آئیں گے۔

قریش کے سربراہ کی بیٹی ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اب اس کے دشمنوں کی ماں بن گئی ہے جن کے ساتھ یہ عرصہ دراز سے لڑائی لڑ رہا ہے۔ جب اسے یہ خبر ملی تو اس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اور وہ چکرا گیا لیکن سچی بات اس کے منہ سے نکل کر تاریخ کے اوراق میں ثبت ہو گئی۔ دراصل وہ اس کے احساسات کی صحیح ترجمانی تھی اس کے چاہنے یا نہ چاہنے سے کیا فرق پڑتا ہے؟ اس نے کہا: ''اس جوانمرد کی ناک خاک آلود نہیں کی جا سکتی۔'' ①

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ۷ھ میں خیبر فتح ہونے کے بعد ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچیں۔ ان کے ہمراہ مہاجرین کا قافلہ بھی مدینے پہنچا جس میں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرصہ دراز تک غائب رہنے والے احباب کی آمد پر بہت زیادہ خوشی ہوئی۔ ان کے ہمراہ صابرہ، طاہرہ، سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں، جو اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی بن کر ام المومنین کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو چکی تھیں۔

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ گھر میں ام المومنین کی حیثیت سے داخل ہوئیں جبکہ مشرکین اور ان کا باپ ابوسفیان ہاتھ ملتے رہ گئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۷ھ میں سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کے بعد ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی۔

ابوالقاسم ابن عساکر نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی حبشہ سے آمد اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر داخل ہونے کی کیفیت کی تفصیلات لکھی ہیں۔ کہتے ہیں:

> جب ام حبیبہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ان کے اونٹ کی نکیل کو پکڑ لے اور انھیں گھر میں اتار دے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے حکم کی تعمیل کی، گھر میں ایک جھاڑو پڑا ہوا تھا، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنی کنیز سے کہا: تم اگر چاہو تو پانی پلانے کی ذمہ داری ادا کرو، میں جھاڑو دیتی ہوں اور اگر چاہو تو میں پانی پلاتی ہوں اور تم جھاڑو دو۔ وہ کہتی ہے کہ میں نے جھاڑو دیا پھر ایک چٹائی بچھائی

---

① اسد الغابة (۶/ ۱۱۶)، انساب الاشراف (۱/ ۴۳۹)، تفسیر القرطبی (۱۸/ ۵۸)، اسباب النزول للواحدی (ص۳۴۹)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس پر چادر بچھائی، پھر اس پر ام حبیبہ رضی اللہ عنہا براجمان ہوئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی آپ تشریف لائے اندر داخل ہوئے تو بڑی عمدہ خوشبو آ رہی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشبو دار ماحول کو محسوس کرتے ہوئے فرمایا: تم قریشی عورتیں شہریوں کی طرح ٹھاٹھ باٹھ سے رہتی ہو، تمھاری بود و باش دیہاتیوں کی طرح نہیں ہے۔" ①

جب سے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ گھر میں داخل ہوئیں تو وہ قرآن کریم کے میٹھے چشمے سے سیراب ہونے لگیں اور حدیث شریف کے علم سے سیراب ہونے لگیں کہ جس سے حبشہ کی ہجرت کے دوران میں وہ محروم تھیں۔ یہاں تک کہ ان کا امت کی فقیہ عورتوں میں شمار ہونے لگا۔ یہاں یہ بتا دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ کے مہاجرین کو خیبر کے مال غنیمت میں شریک کیا اور ان کے علاوہ جو غزوہ خیبر میں شریک نہ تھے مال غنیمت میں سے کچھ نہیں دیا گیا۔

ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا:

"اے کشتی والو! تم نے دو ہجرتوں کی سعادت حاصل کی ہے۔" ②

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک یقین کا اخلاص

صلح حدیبیہ کافروں کے مقابلے میں مسلمانوں کے لیے عظیم فتح کی نوید ثابت ہوئی۔ لوگوں میں امن کی فضا پیدا ہو گئی، مسلمان کافروں سے میل ملاقات کرنے لگے اور انھیں اسلام کی طرف دعوت دینے لگے۔ قرآن و حدیث سنانے لگے۔ اسلام کے مسائل پر مسلمان کافروں سے بڑے اطمینان اور سکون کے ماحول میں بحث مباحثہ کرنے لگے جو چھپ کر اسلام کا نام لیتے تھے وہ کھل کر منظر عام پر آ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے صلح حدیبیہ کا نام "فتح مبین" رکھا۔

اس صلح کی شرائط کے ضمن میں ایک یہ شرط بھی تھی کہ عرب قبائل کو یہ اختیار حاصل تھا کہ اپنی مرضی سے وہ فریقین میں جس سے چاہیں اس کے حلیف بن سکتے ہیں۔ اس طرح بنوخزاعہ

① تاریخ مدینة دمشق (تراجم النساء ص ۸۷)۔

② صحیح البخاری کتاب المناقب الانصار باب هجرة الحبشة رقم الحدیث (۳۸۷۶)، صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب رقم الحدیث (۲۵۰۳)، مسند احمد (۱۹۱۹۵)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبیلے نے سیدنا محمد ﷺ کا حلیف بننے کا اعلان کر دیا جبکہ بنو بکر نے قریش کے حلیف بننے کا معاہدہ کر لیا۔ زمانہ جاہلیت سے بنو خزاعہ اور بنو بکر کے درمیان خون ریزی چلی آ رہی تھی۔ اسلام کے آنے سے اس میں رکاوٹ پیدا ہوئی لیکن جب صلح حدیبیہ کا معاہدہ طے پا گیا تو بنو بکر جو قریش کے حلیف تھے انھوں نے مسلمانوں کے حلیف قبیلے بنو خزاعہ پر موقع پاتے ہی غارت گری کر دی۔ قریش نے خفیہ طور پر بنو بکر کو افرادی اور عسکری مدد بہم پہنچائی اور رسول اللہ ﷺ کے حلیف قبیلے بنو خزاعہ پر غلبہ حاصل کر لیا۔ اس طرح قریش نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا گیا معاہدہ توڑ دیا۔ اس صورت حال کے پیش نظر عمرو بن سالم خزاعی چالیس افراد کا وفد لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس فریاد کرنے کے لیے مدینہ منورہ پہنچا۔ اس نے مدینہ منورہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ کو قریش کی معاہدہ شکنی کی اطلاع دی اور آپ سے فریاد رسی کی اپیل کی۔ آپ نے فرمایا: اے عمرو بن سالم! مطمئن رہو، تمھاری مدد کی جائے گی۔

قریش کو جب پتہ چلا کہ بنو خزاعہ کے لوگ فریاد رسی کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ منورہ گئے ہیں تو وہ بہت زیادہ گھبرا گئے، وہ بہت خوف زدہ ہوئے اور اپنے کیے پر ندامت محسوس کرنے لگے، ان کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے، قریش نے اپنے سردار ابوسفیان بن حرب کو مدینے بھیجا تاکہ صلح کے معاہدے کی تجدید کر سکے اور کچھ مزید مہلت لے۔ ابوسفیان مدینہ منورہ پہنچا، پہلے اپنی بیٹی ام المومنین سیدہ رملہ رضی اللہ عنہا کے گھر آیا، وہ رسول اللہ ﷺ کے بستر پر بیٹھنے لگا تو بیٹی نے بستر لپیٹ دیا، اس نے بیٹی سے کہا: بیٹی! یہ کیا کیا؟ میری آمد پر یہ خوشی کا اظہار ہے یا ناخوشی کا؟ انھوں نے جواب میں کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کا بستر ہے اور آپ مشرک پلید ہیں۔ اس نے کہا: بیٹی! میرے بعد تجھے برے حالات درپیش رہے ہیں۔ [1] بیٹی نے کہا: اللہ نے مجھے اسلام قبول کرنے کی ہدایت دے دی۔

پھر وہ کہنے لگیں: آپ قریش کے بڑے سردار ہیں، آپ اسلام میں داخل ہونے سے کیوں گریزاں رہے؟ آپ ایک ایسے پتھر کی پوجا کرتے ہیں جو نہ سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے۔

---

[1] طبقات ابن سعد (۸/ ۹۹، ۱۰۰)، سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۲۳)، البدایة والنهایة (۴/ ۲۸۰)، (۸/ ۲۸)، اسد الغابة (۶/ ۱۱۶)، السمط الثمین (ص۱۱۵)، شفاء الغرام (۲/ ۱۶۷)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے کہا: بڑے تعجب کی بات ہے، یہ صورت حال بھی اپنی بیٹی کی طرف سے دیکھ رہا ہوں، اچھا کیا میں ان کو چھوڑ دوں جن کی پوجا میرے باپ دادا کرتے رہے ہیں؟ اور دین محمد ﷺ کو اختیار کرلوں؟ یہ کہہ کر پھر وہ ان کے پاس سے اٹھ کر چلا گیا۔ [1]

اب ہم تھوڑی دیر کے لیے ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا کے اس سلوک کے بارے میں بات کرتے ہیں جو انھوں نے اپنے باپ سے اختیار کیا جس سے اس عظیم خاتون کی اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ والہانہ محبت کا پتہ چلتا ہے اور یہ احساس ہوتا ہے کہ واقعی یہ اپنے عقیدے میں مخلص ہیں۔

قریش کا سردار، وادی بطحا کا سرکردہ لیڈر ابوسفیان اپنی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس بڑی طویل مدت کی جدائی کے بعد آتا ہے، وہ گھر کے ایک بستر پر بیٹھنے لگتا ہے لیکن اس کی بیٹی جلدی سے بستر کو لپیٹ دیتی ہے۔ اب وہ کھڑا کھڑا سوچ رہا ہے کہ بیٹی نے ایسے کیوں کیا؟ اس کے خیال میں اپنے مرتبے کی وجہ سے یہ بھی آیا کہ شاید بیٹی نے اس لیے بستر لپیٹا ہو کہ اس نے میری شان کے مطابق نہ سمجھا ہو، کیونکہ میں آخر وادی بطحا کا مشہور و معروف سردار ہوں، بیٹی نے میری تعظیم کی خاطر بستر لپیٹ دیا ہو۔ اس موقع پر بیٹی نے بڑے اطمینان اور سکون کے ساتھ اپنے ایمانی روشن جذبات کا اظہار کیا، اپنے دین اور نبی کریم ﷺ کی تعظیم کا برملا اظہار کرتے ہوئے کہا: ابا جان! یہ اللہ کے پاکیزہ رسول کا بستر ہے اور آپ ایک مشرک پلید شخص ہیں، آپ کے اس بستر پر بیٹھنے سے اس بستر کا تقدس مجروح ہونے کا اندیشہ ہے اس لیے میں نے اس بستر کو لپیٹ دیا ہے تاکہ ناپاک نہ ہو جائے۔ قریش کا یہ سردار اپنی بیٹی کی بات سن کر ہکا بکا رہ گیا اور سوچنے لگا کہ میں وہ شخص ہوں کہ قیصر و کسریٰ کے درباروں میں جاتا ہوں تو میرے نیچے اعلیٰ قسم کے قالین بچھائے جاتے ہیں، میری آمد پر شام کے محلات کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، آج اس کے نیچے سے بستر لپیٹا جاتا ہے اور یہ بستر اس کی بیٹی لپیٹ رہی ہے، جو اس کی تمام بیٹیوں سے زیادہ فرمانبردار ہوا کرتی تھی۔

یہ سب محمد ﷺ کی تعلیمات سے ان کی طبیعت میں فرق پڑا ہے۔ اللہ اکبر! کس قدر ایمانی اخلاص سے بھرپور مظاہرہ ہے!...... کس قدر روشن ایمان ہے جس نے دل کی گہرائیوں تک روشنی کی قندیل فروزاں کر دی ہے!!...... اور یہ ایمان روح اور عقل میں سرایت کر چکا ہے

[1] تاريخ مدينة دمشق تراجم النساء (ص ۹۱)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ اکبر!...... کیا نرالی شان ہے۔ ابوسفیان نے اس سبق پر اکتفاء نہیں کیا جو اس کی بیٹی نے اس کے سامنے پیش کیا تھا، جو رسول اللہ ﷺ کے گھر میں سب سے زیادہ رشتے میں اس کے قریب تھی بلکہ وہ جس مقصد کے لیے مدینہ منورہ آیا تھا، اس پر بات کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ سے ملا اور آپ کے ساتھ اس موضوع پر بات کی جس کے لیے وہ آیا تھا۔ آپ نے اس کی کسی بات کا کوئی جواب نہ دیا، آپ نے سنی ان سنی کر دی، اسے یہ صورت حال دیکھ کر بڑی پشیمانی کا سامنا کرنا پڑا، اس نے سوچا کہ واپس مکے چلا جائے لیکن ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ مزید کوشش کر کے دیکھ لیا جائے۔ پھر وہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا ان سے بات کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے اس موضوع پر بات کریں۔ انھوں نے صاف انکار کر دیا پھر وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تا کہ وہ سفارش کریں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جو بڑے سخت طبیعت کے تھے انھوں نے انکار کر دیا پھر ابوسفیان سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی وہی جواب دیا جو پہلے سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے دیا تھا۔

ابوسفیان بڑا حیران ہوا لیکن اس نے ہمت نہ ہاری پھر وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، ان کے پاس سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا تشریف فرما تھیں۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بھی سامنے کھیل رہے تھے، اس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے التجا کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے سفارش کریں، انھوں نے بھی انکار کر دیا لیکن نرم لہجے سے، آپ اس کے ساتھ سختی سے پیش نہ آئے۔ پھر اس نے سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ ہی رسول اللہ ﷺ سے بات کریں تو انھوں نے فرمایا: جس کو رسول اللہ ﷺ پناہ نہ دیں اسے کون پناہ دے سکتا ہے؟ میں معذرت چاہتی ہوں، میں اس موضوع پر آپ سے بات نہیں کر سکتی۔

ابوسفیان حیران و پریشان ہو کر وہاں سے اٹھا۔ شرمندگی سے پسینہ میں شرابور تھا، اس کی پریشانی کا حال یہ تھا کہ اسے یہ تک معلوم نہ تھا کہ سورج طلوع ہو رہا ہے یا غروب ہو رہا ہے۔ وہ خزرج کے سردار سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، ان سے کہا کہ اے ابوثابت! تم اس علاقے کے سردار ہو، تم ہی محمد (ﷺ) سے بات کر دیکھو شاید تمھاری سنی جائے۔ اس نے کہا نہ بھئی نہ، یہ کام مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ جو کچھ کرنا ہے وہ رسول اللہ ﷺ ہی نے کرنا ہے۔ اس نے ایک ایک کے دروازے پر دستک دی ہر ایک نے یہی جواب دیا جو کچھ کریں گے وہ رسول اللہ ﷺ ہی کریں گے۔ آپ نے دیکھا کہ سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم نے کس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح بیک زبان ہو کر بات کی؟ کس طرح انھوں نے ابوسفیان کا سامنا کیا؟ وہ ایمان کا مثالی ادب ہے جو انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے حاصل کیا تھا، اس کی روشنی میں ان سب نے کس طرح حکمت و دانائی کا بھرپور مظاہرہ کیا؟

ابوسفیان قریش کی طرف خائب و خاسر ہو کر واپس آیا۔ اس کا پریشانی سے منہ لٹکا ہوا تھا، اسے مدینہ منورہ میں جس صورت حال کا سامنا کرنا پڑا اس کا اسے وہم و گمان بھی نہ تھا، اس کا تو خیال تھا کہ وہاں بیٹی کا گھر ہے مجھے پذیرائی ملے گی لیکن جب اس نے یہ دیکھا کہ سب رسول اللہ ﷺ کے جاں نثار ہیں، وہی بات کہتے ہیں جس کا انھیں اشارہ دیا جاتا ہے، اس سے اسے یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت رنگ لائے گی۔ آپ نے سب سے کہہ دیا تھا کہ ابوسفیان معاہدے کی تجدید اور صلح کی مدت میں اضافے کی بات کرنے کے لیے آیا ہے اس کی ایک نہ سننا۔ اس طرح وہ ناکام واپس لوٹا۔

ابوسفیان کی واپسی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مکہ معظّمہ کی طرف پیش قدمی کا اعلان کر دیا، لشکر اسلام مکہ کی طرف روانہ ہو گیا، ابوسفیان اسلام کی سربلندی کا مظاہرہ دیکھ چکا تھا، اس نے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی۔ رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کر لیا صلح حدیبیہ فتح مکہ کا باعث بنی۔ رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کر کے عام معافی کا اعلان کر دیا۔ پھر یہی مکہ دعوت الی اللہ اور جہاد کا قلعہ بن گیا۔ علم، دعوت الی اللہ اور جہاد کی رونقیں پھر سے لوٹ آئیں۔

قرآن کا نزول اور حدیث کی بشارت

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا دلی طور پر بہت زیادہ خوش تھیں اور مطمئن تھیں اور وہ اللہ کی شکر گزار تھیں کہ اس نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور دیگر افراد خانہ کو اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا کی اور وہ اللہ کی اس بات پر بھی شکر گزار تھیں کہ اس نے اس کے رشتہ داروں کے دلوں میں اسلام کی محبت ڈال دی ہے اور وہ مدرسہ نبویہ کے تربیت یافتہ شہسوار بن گئے ہیں۔ فتح مکہ سے پہلے اس کا دل اس خیال سے کانپ رہا تھا کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ سردار مکہ بنوامیہ کا سربراہ کفر کی حالت میں فوت ہوگا اور ایمان کے سائے کی نعمت سے محروم رہ جائے گا۔ اس طرح وہ اللہ کی رحمت سے دھتکارا ہوا فوت ہو جائے گا جس طرح کہ اس سے پہلے بنومخزوم کے سربراہ مثلاً ابوجہل، ولید بن مغیرہ، بنو سہم کا سربراہ عاص بن وائل، بنوعبدشمس کا سربراہ عتبہ بن ربیعہ اور اس کا بھائی شیبہ وغیرہ فوت ہو گئے تھے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا مسلسل اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی رہتیں کہ اس نے مجھ پر اپنا فضل و کرم کیا اور ان کے متعلق قرآن نازل کیا جو قیامت تک مساجد میں پڑھا جائے گا۔ مفسرین، مؤرخین اور بعض سیرت نگاروں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت کیا ہے کہ درج ذیل آیت کریمہ:

﴿عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ؕ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾ (الممتحنہ ۶۰/ ۷)

''ہوسکتا ہے کہ اللہ کبھی تمھارے اور ان لوگوں کے درمیان محبت ڈال دے جن سے آج تم نے دشمنی مول لی ہے اللہ بڑی قدرت رکھتا ہے اور وہ غفور و رحیم ہے۔''

اس باہمی مودت و محبت سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے شادی ہے جس کی بنا پر وہ ام المومنین کے درجے پر فائز ہوئیں اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اہل ایمان کے ماموں کہلائے۔ ①

علامہ طبری اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

((عَسَى اللّٰهُ أَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ أَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِنْ أَعْدَائِيْ مِنْ مُشْرِكِيْ قُرَيْشٍ مَوَدَّةً فَفَعَلَ اللّٰهُ ذَالِكَ بِهِمْ بِأَنْ أَسْلَمَ كَثِيْرٌ مِنْهُمْ فَصَارُوْا لَهُمْ أَوْلِيَاءَ وَأَحْزَابًا)) ②

''ہوسکتا ہے اے مؤمنو! کہ اللہ تمھارے اور میرے ان دشمنان مشرکین قریش کے درمیان محبت پیدا کر دے۔ اور اللہ نے ایسا کر دکھایا کہ ان میں سے اکثر نے اسلام قبول کرلیا اور وہ ان کے دوست اور جتھے بن گئے۔''

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اللہ دلوں کے پھیرنے پر قادر ہے، حالات کو

---

① طبقات ابن سعد (۸/ ۹۹)، دلائل النبوة للبيهقی (۳/ ۴۵۹)، الدرالمنثور للسيوطی (۸/ ۱۳۰)، تاريخ مدينة دمشق (تراجم النساء ص ۸۹) ازواج النبی للصالحی (ص۱۶۵)، الاصابة (۴/ ۲۹۹)، السمط الثمين (ص۱۱۶)، اسباب النزول للواحدی (ص۸۹)، مختصر تاريخ دمشق (۲/ ۲۸۴)، تفسير القرطبی (۱۸/ ۵۸)، تفسير الفخر الرازی (۲۹/ ۲۶۳)۔

② تفسير الطبری (۲۸/ ۶۵)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدلنے پر اسے قدرت حاصل ہے، وہ محبت کے اسباب کو آسان بنا دیتا ہے۔

بعض لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ تم کسی کو یکسر نہ چھوڑ دیا کرو۔ اللہ اسرار و رموز اور دلی بھیدوں کو جانتا ہے۔ یہ بھی مروی ہے:

((اَحْبِبْ حَبِيبَكَ هَوْنًا مَا عَسٰى اَنْ يَكُونَ بَغِيضَكَ يَوْمًا مَا)) ①

''اپنے محبوب سے ہلکے پھلکے انداز سے محبت کرو، ہوسکتا ہے کہ وہ کسی دن تیرا دشمن بن جائے۔''

رسول اللہ ﷺ نے خاص طور پر ان کو اور ان کے بھائی سیدنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کا ذکر کرتے ہوئے ان دونوں کو جنت کی بشارت دی۔ ابوالقاسم بن عساکر رحمہ اللہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے آپ کے پاس ان کی ہمشیرہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں، یہ دیکھ کر پیچھے مڑ گئے، آپ نے فرمایا: معاویہ! واپس آ جاؤ! تو وہ واپس آ کر بیٹھ گئے، تو آپ نے اس موقع پر یہ ارشاد فرمایا:

((وَاللّٰهِ اِنِّي لَاَرْجُو اَنْ اَكُونَ اَنَا وَاَنْتَ وَهٰذِهٖ فِي الْجَنَّةِ يُدِيرُ الْكَاْسَ بَيْنَنَا)) ②

''اللہ کی قسم! میں امید رکھتا ہوں کہ میں، تو اور یہ (ام حبیبہ) جنت میں اسی طرح رہیں اور جام ہمارے درمیان گردش کرے۔''

ایک اور حدیث مروی ہے جس سے ام حبیبہ اور دیگر ازواج مطہرات کی شان اجاگر ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ اَبٰى لِي اَنْ اُزَوِّجَ اِلَّا اَهْلَ الْجَنَّةِ)) ③

''اللہ نے مجھے جنتی عورتوں سے شادی کرنے کا حکم دیا۔''

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، حبشہ کی یادیں اور نجاشی کی موت

جس نجاشی نے حبشہ میں پناہ دی اور اپنا مہمان بنایا اس کا نام اصحمہ تھا۔ عربی زبان میں

---

① التفسير الكبير للرازي (۲۹/ ۲۶۲)۔

② تاريخ مدينة دمشق تراجم النساء (ص۹۰)۔

③ تاريخ مدينة دمشق تراجم النساء (ص۸۹)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصحمہ کا مطلب عطیہ ہے۔ یہ حبشہ کا حکمران تھا۔ اس نے اسلام قبول کر لیا تھا اور بہت اچھا مسلمان بن گیا۔ ایک اعتبار سے یہ صحابی ہے اور ایک لحاظ سے اسے تابعی کہا جاتا ہے۔ اسے رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے کی سعادت حاصل نہیں ہوئی۔ ①

ایک دن جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس وحی لے کر تشریف لائے اور آپ کو بتایا کہ مرد صالح نجاشی فوت ہو گیا ہے۔ آپ نے اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی۔ ② اس کے علاوہ آپ نے اور کسی کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ نجاشی نے نصاریٰ کے درمیان وفات پائی وہاں کوئی ایسا نہ تھا جو نماز جنازہ پڑھاتا کیونکہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہجرت کر کے اس کے پاس بطور مہمان ٹھہرے تھے وہ پھر ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تھے۔

یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب خیبر فتح ہوا، نبی کریم ﷺ کے تمام گھروں میں یہ خبر پھیل گئی کہ نجاشی فوت ہو گیا ہے، سب اہل بیت نے دلی افسوس کا اظہار کیا اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو حبشہ میں قیام کی یادیں آنے لگیں اور مہاجرین کے ساتھ نجاشی کے حسن سلوک اور اکرام و احترام کو یاد کیا۔

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو بھی یہ خبر سن کر حبشہ میں اپنے قیام کے دن یاد آ گئے۔ عبید اللہ بن جحش کا مرتد ہو کر فوت ہونا، خواب میں کسی کا ام المومنین کہہ کر پکارنا اور رسول اللہ ﷺ کے حبالہ عقد میں آ کر ام المومنین کے بلند مقام و مرتبہ پر فائز ہونا، یہ سب کچھ ان کے ذہن میں تازہ ہو گیا اور انھیں یہ بھی یاد آیا کہ حبشہ میں نجاشی کی کنیز ابرہہ نے انھیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شادی کی بشارت دی تھی، یہ کتنی دلآویز یادیں تھیں؟ کتنے سہانے خیالات تھے؟ کیا سماں تھا؟ کیا بہاریں تھیں؟

---

① سیر اعلام النبلاء (۱/ ۴۲۸)۔

② صحیح البخاری کتاب المناقب باب موت النجاشی رقم الحدیث (۳۸۷۸، ۳۸۷۹)، صحیح مسلم کتاب الجنائز باب فی التکبیر علی الجنازة رقم الحدیث (۹۵۲)، سنن النسائی رقم الحدیث (۱۹۷۰)، سنن ابی داؤد رقم الحدیث (۳۲۰۴)، سنن ابن ماجه رقم الحدیث (۱۵۳۴)، ترمذی رقم الحدیث (۱۰۲۲)، مسند احمد (۴/ ۶۴)، موطا امام مالك رقم الحدیث (۵۴۶)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث کی روایت اور حفظ

ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اہل بیت کی ان خواتین میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے علم سے نوازا اور حدیث کی روایت کا اعزاز بخشا۔

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ان جلیل القدر خواتین میں سے تھیں جنہیں حدیث کی حافظہ ہونے کا شرف حاصل ہوا اور یہ ان خوش نصیب خواتین میں سے تھیں جو کتاب و سنت کے ساتھ محبت رکھتیں اور ہر وقت کتاب وسنت کے پرچار میں مصروف رہتیں۔

حبشہ سے واپسی کے بعد یہ قرآن حکیم کے سرچشمے سے سیراب ہونے لگیں اور احادیث نبویہ کو زبانی یاد کرنے لگیں، جس کی وجہ سے ان کا شمار ان خواتین میں ہونے لگا جنھوں نے بکثرت احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

حفظ اور روایت حدیث کے حوالے سے سیدہ عائشہ صدیقہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہما ان سے زیادہ تھیں۔ اس حوالے سے ان کا نام خواتین اہل بیت میں تیسرے نمبر پر آتا ہے (ہاں سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی بیان کردہ روایات ان سے کچھ زیادہ ہیں۔ ام حبیبہ سے ۶۵ جبکہ میمونہ سے ۷۶ روایات منقول ہیں، اس لحاظ سے ان کا چوتھا نمبر ہے) البتہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا قریش کی فصاحت و بلاغت سے آراستہ خواتین میں سے تھیں اور یہ ان خواتین میں سے ایک تھیں جو بلاغت اور خطابت کے میدان میں مشہور ومعروف ہوئیں۔

علاوہ ازیں یہ صاحب رائے، بلند مرتبہ اور ذہین وفطین خاتون تھیں۔ ان خوبیوں کی وجہ سے انھیں خواتین اہل بیت کی سردار ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی سنت پر بڑی سختی سے عمل پیرا ہونے والی خاتون تھیں۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد اپنی پوری زندگی ان کی سیرت اور ان کے فرمودات سے سرمو بھی انحراف نہیں کیا۔ وہ حدیث کو روایت بھی کرتیں۔ اس پر خود عمل بھی کرتیں اور دوسروں کو عمل کرنے کی تلقین بھی کرتیں اور وہ حدیث کے حکم خوب اچھی طرح سمجھتی بھی تھیں ان خوبیوں نے ان کی شخصیت کو بڑا ممتاز بنا دیا تھا۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے ۶۵ احادیث مروی ہیں۔ ان میں سے دو احادیث پر شیخین کا اتفاق ہوا ہے یعنی بخاری اور مسلم کا اتفاق ہے اور ایک حدیث میں امام مسلم منفرد ہیں۔[1] ام حبیبہ

---

[1] صحیح البخاری رقم الحدیث (۵۱۰۷)، (۵۳۳۹)، صحیح المسلم رقم الحدیث (۱۴۴۹)، (۱۴۸۶)، تفرد بہ مسلم رقم الحدیث (۷۲۸، ۱۲۹۲)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہا کی مرویات کو سنن اور مسانید میں نقل کیا گیا ہے اور ان سے کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ نے روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے ان کے دو بھائیوں امیر معاویہ اور عتبہ رضی اللہ عنہما نے روایت کی اور ان کے بھتیجے عبداللہ بن عتبہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے بھی روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ نیز ان کے بھانجے ابوسفیان بن سعید بن مغیرہ رضی اللہ عنہ نے بھی ان سے حدیث روایت کی۔ علاوہ ازیں عروہ بن زبیر رحمہ اللہ، ان کے دو غلام سالم بن شوال المکی اور ابوالجراح القرشی وغیرہ رحمہم اللہ نے بھی حدیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ سے جن جلیل القدر صحابیات نے حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں: زینب بنت ابی سلمہ مخزومیہ اور صفیہ بنت شیبہ عبدریہ رضی اللہ عنہما۔

بخاری شریف میں سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت منقول ہے کہ جب ان کو اپنے باپ کی موت کا علم ہوا تو خوشبو منگوا کر بازوؤں پر اسے لگایا اور پھر کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہ تھی، اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ الفاظ مبارکہ نہ سنے ہوتے:

((لَا يَحِلُّ لِامْرَءَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تُحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا)) ①

''کسی عورت کے لیے جائز نہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے، کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے مگر اپنے خاوند پر چار مہینے دس دن سوگ کرے۔''

دوسری روایت جو سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ مسند ابی یعلی میں کچھ اس طرح ہے:

((عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: لَوْلَا اَنْ

① صحيح البخاری كتاب الطلاق باب والذين يتوفون منكم رقم الحديث (۵۳۴۵)، صحيح مسلم كتاب الطلاق باب وجوب الاحدادفی عدة الوفاة رقم الحديث (۱۴۸۶)، ترمذی رقم الحديث (۱۱۹۵)، نسائی رقم الحديث (۳۵۰۰)، ابوداؤد رقم الحديث (۲۲۹۹)، مسند احمد رقم الحديث (۲۶۲۲۵)، موطا امام مالك رقم الحديث (۱۰۹۶)، سنن الدارمی رقم الحديث (۲۱۸۳)، جامع الاصول (۸/ ۱۴۹)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِی لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ كَمَا يَتَوَضَّؤُوْنَ)) ①

''ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے ہیں: اگر میں اپنی امت کے لیے مشکل نہ سمجھتا تو انھیں ہر نماز میں وضوء کی طرح مسواک کرنے کا وجوبی حکم دے دیتا۔''

فضائل نماز کے بارے میں سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

((قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ صَلّٰی اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَاَرْبَعًا بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَی النَّارِ)) ②

''کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ظہر سے پہلے چار رکعات پڑھیں اور چار بعد میں تو اللہ اس کو جہنم پر حرام کر دے گا۔''

ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کثرت سے ذکر الٰہی میں مصروف رہتی تھیں، دن رات اللہ تعالیٰ سے لو لگائے رکھتیں، رات دن اطاعت الٰہی میں مگن رہتیں، وہ ہر کام سر انجام دیتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو اپناتیں، اہل خانہ کو نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر پڑھنے کی سختی سے تلقین کرتیں۔ انھوں نے جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا کبھی نوافل بھی ترک نہیں کیے۔

مسند ابو یعلی میں نعمان بن سالم سے اور وہ عمرو بن اویس کے حوالے سے بیان کرتے ہیں، فرماتے ہیں کہ مجھے عنبسہ بن ابی سفیان نے کہا کہ کیا میں تجھے ایک حدیث نہ بتاؤں جو ہمیں ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا نے بیان کی ہے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں!

انھوں نے کہا کہ آپ نے کچھ دیکھا نہیں؟ میں نے کہا: صرف آپ سے خوشخبری سننے کا منتظر ہوں!

انھوں نے کہا: ہمیں سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

① مسند احمد (۶/ ۳۲۵)، مسند ابی یعلی (۱۳/ ۴۸)، مجمع الزوائد (۲/ ۹۷)۔

② سنن ابی داؤد کتاب الصلاة باب الاربع قبل الظهر و بعدها رقم الحديث (۱۲۶۹)، سنن الترمذی کتاب الصلاة رقم الحديث (۴۲۷)، سنن ابن ماجه رقم الحديث (۱۱۶۰)، مسند احمد رقم الحديث (۲۶۲۳۲)، مسند ابی یعلی (۱۳/ ۵۳)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((مَنْ صَلّٰی فِیْ یَوْمٍ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ سَجْدَةً تَطَوُّعًا بُنِیَ لَهٗ بِهِنَّ بَیْتٌ فِی الْجَنَّةِ))

''جس نے ایک دن میں بارہ رکعات نفل ادا کیے اس کے لیے جنت میں ان کے عوض ایک محل تعمیر کیا جاتا ہے۔''

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جب سے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا کبھی نفل ترک نہیں کیے۔

نعمان کہتے ہیں کہ جب سے میں نے عمرو سے سنا کبھی یہ نفل پڑھنے ترک نہیں کیے۔

امام داود کہتے ہیں کہ ہم کبھی یہ نفل پڑھتے ہیں اور کبھی چھوڑ دیتے ہیں۔ [1]

ابن ماجہ میں سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث بھی مروی ہے:

((عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كَلَامُ ابْنِ آدَمَ عَلَيْهِ لاَ لَهٗ إِلَّا الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَذِكْرُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)) [2]

''نبی کریم ﷺ کی بیوی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتی ہیں کہ ابن آدم کا ہر کلام و گفتگو اس کے اوپر بوجھ اور باعث وبال ہے سوائے ان چیزوں کے: نیکی کا حکم دینا، برائی سے منع کرنا اور اللہ کا ذکر کرتے رہنا۔''

ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، الوداع

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا دن رات عبادت میں مصروف رہنے لگیں، ہر کام میں نبی کریم ﷺ کی اقتداء کرتیں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں لکھتے ہیں:

---

[1] صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین وقصرها باب فضل السنن رقم الحدیث (۷۲۸)، سنن الترمذی کتاب الصلاۃ باب ماجاء فی من صلی فی یوم ولیلة رقم الحدیث (۴۱۵)، سنن النسائی رقم الحدیث (۱۷۹۶)، سنن ابی داؤد رقم الحدیث (۱۲۵۰)، سنن ابن ماجه رقم الحدیث (۱۱۴۱)، مسند احمد (۶/ ۳۲۷)، ابن حبان رقم الحدیث (۶۱۴)۔

[2] سنن الترمذی کتاب الزهد عن رسول الله ﷺ باب منه رقم الحدیث (۲۴۱۲)، سنن ابن ماجه کتاب الفتن کف اللسان فی الفتنة رقم الحدیث (۳۹۷۴)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((كَانَتْ مِنْ سَيِّدَاتِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمِنَ الْعَابِدَاتِ الْوَرِعَاتِ رضي الله عنها)) ①

"ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سردار، تقوی شعار اور عبادت گزار امہات المومنین میں سے تھیں۔"

خلفائے راشدین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ امہات المومنین کا بڑا خیال رکھتے تھے، اسی طرح سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے حالات سے آگاہ رہتے اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی امہات المومنین کا خصوصی خیال رکھتے۔

جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا گیا تو اس کے پاس ام حبیبہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں بلوائیوں میں سے ایک شخص نے پردے میں جھانکا اور پھر وہ لوگوں کو آپ کے بارے میں بتانے لگا تو سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اسے بددعا دیتے ہوئے کہا: اللہ اسکا ہاتھ کاٹ دے اور اسے برہنہ کر دے۔ اتنے میں ایک آدمی اندر آیا اس نے اس پر تلوار کا وار کیا جس سے اس کا دایاں ہاتھ کٹ گیا وہ اپنا تہبند منہ میں دبا کر بھاگا اور اس کے جسم کا بایاں حصہ برہنہ ہو گیا۔ ②

اس طرح اللہ تعالیٰ نے سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی دعاء فوری طور پر قبول کر لی۔

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے طویل زندگی پائی، اپنے بھائی امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کا دور خلافت دیکھا۔ وہ اپنے بھائی کی ملاقات کے لیے دمشق بھی گئیں پھر مدینہ منورہ واپس آ گئیں انھوں نے ساری زندگی علم اور زہد میں گزاری۔

انھوں نے اپنے بھائی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وفات پائی اور ازواج مطہرات میں اچھا اثر چھوڑا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں:

((دَعَتْنِيْ أُمُّ حَبِيْبَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَ مَوْتِهَا فَقَالَتْ قَدْ كَانَ بَيْنَنَا مَا يَكُوْنُ بَيْنَ الضَّرَائِرِ فَغَفَرَ اللّٰهُ لِيْ وَلَكِ مَا كَانَ مِنْ ذَالِكَ فَقُلْتُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكِ ذَالِكَ كُلَّهُ وَتَجَاوَزَهُ وَحَلَّلْتُكِ مِنْ ذَالِكَ كُلِّهِ فَقَالَتْ سَرَرْتِنِيْ سَرَّكِ اللّٰهُ وَأَرْسَلَتْ إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ لَهَا

① البداية والنهاية (٨/ ٢٨)۔

② تاريخ دمشق تراجم النساء (ص:٩١)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِثْلَ ذَالِكَ)) ①

"مجھے نبی کریم ﷺ کی بیوی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے موت کے وقت بلایا اور یہ کہا کہ ہم سوکنوں کے درمیان جو باتیں ہوتی رہی ہیں اللہ مجھے اور تجھے معاف کرے۔ میں نے کہا: اللہ تجھے سب کہا سنا معاف کرے، میں نے معاف کیا۔ انھوں نے کہا: تم نے مجھے خوش کر دیا اللہ تمھیں خوش رکھے! اسی طرح انھوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا اور ان سے بھی یہی کہا۔"

پھر ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اس حالت میں وفات پائی کہ ان کا دل ہر کسی سے پاک صاف تھا کسی کے بارے میں کوئی کینہ یا بغض وغیرہ دل میں نہیں تھا۔ انھوں نے ۴۴ھ میں وفات پائی ان کی ولادت بعثت سے ۱۷ سال پہلے ہوئی تھی۔ ②

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے مدینہ منورہ میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گھر میں وفات پائی۔

علی بن حسین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوا، وہاں ایک کونے میں ہم نے گڑھا کھودا تو وہاں سے ایک پتھر برآمد ہوا جس پر لکھا ہوا تھا: "یہ رملہ بنت صخر کی قبر ہے" ہم نے اس کو وہیں دفن کر دیا۔ ③

یہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی روشن اور قابل رشک زندگی کے چند اوراق ہیں جنھیں ہمیں اللہ تعالیٰ نے قلم بند کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے التجا ہے کہ وہ اپنے فضل وکرم سے ان عالی مرتبت لوگوں کے ساتھ ہمیں بھی جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے۔ آمین!

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

---

① طبقات ابن سعد (۸/ ۱۰)، مستدرك حاكم (۴/ ۲۲، ۲۳)، تاريخ مدينة دمشق تراجم النساء (ص:۹۲)، ازواج النبى للصالحى (ص:۱۷۰)، سير اعلام النبلاء (۲/ ۲۲۳)، اعلام النساء (۱/ ۴۶۵)، الاصابة (۴/ ۳۰۰)، السمط الثمين (ص۱۱۶)، البداية والنهاية (۸/ ۲۸)، انساب الاشراف (۱/ ۴۴۰)۔

② شذرات الذهب (۱/ ۱۳۶)، نورالابصار (ص:۴۸)، تهذيب التهذيب (۱۲/ ۴۱۹)، جوامع السيرة النبوية (ص۳۳)، المواهب اللدنية (۲/ ۸۷)، انساب الاشراف (۱/ ۴۴۰)، اسدالغابة (۶/ ۱۱۶)۔

③ الاستيعاب (۴/ ۳۹۹)، تاريخ مدينة دمشق تراجم النساء (ص۹۳)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب

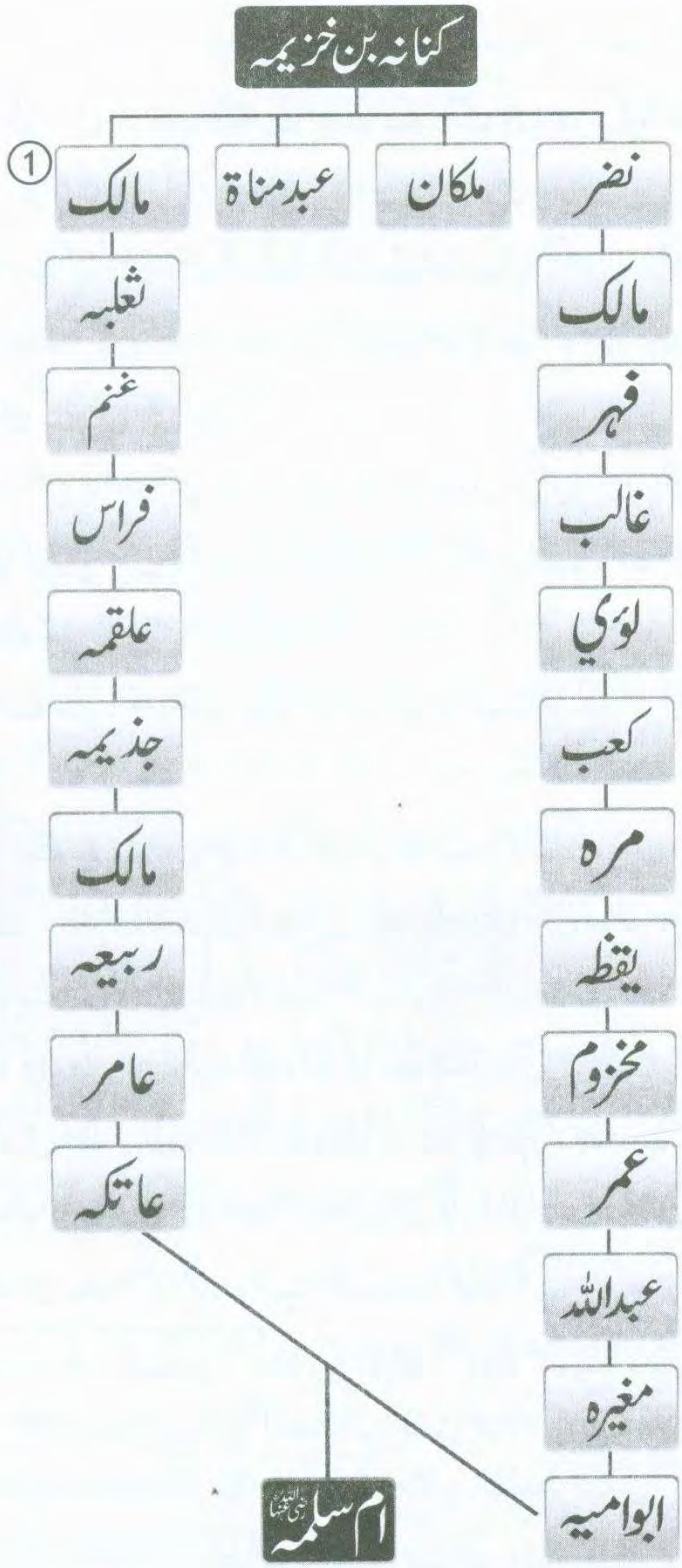

(1) ابن حزم نے ان کا نام ''مَلُک'' ذکر کیا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

11

خواتین اہل بیت

ام المومنین سیدہ میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا

رسالت مآب ﷺ کی پاکیزہ زوجہ مطہرہ کی پرنور سیرت کا دل آویز اور ایمان افروز تذکرہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- نبی کریم ﷺ نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا اور ان کی بہنوں کے ایمان کی گواہی دیتے ہوئے کہا:

  ((اِنَّ الْاَخَوَاتِ لَمُؤْمِنَاتٌ))

  ''بے شک بہنیں مؤمن ہیں''

- میمونہ رضی اللہ عنہا کی والدہ سسرالی رشتے کے اعتبار سے روئے زمین کی معزز ترین بڑھیا تھیں۔
- سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کے لیے ہبہ کیا، قرآن یہ قصہ بیان کرتا ہے۔
- یہ وہ آخری عورت ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے شادی کی، یہ نہایت تقوی شعار اور صلہ رحمی کرنے والی خاتون ہیں۔
- یہ جلیل القدر خاتون حدیث نبوی کی حافظہ تھیں ۵۱ ہجری میں مکہ کے قریب سرف مقام پر وفات پائی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معزز سردار خاتون

ام المومنین میمونہ بنت حارث ہلالیہ رضی اللہ عنہا [1] سردار خواتین میں سے تھیں اور یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاکیزہ گھر میں موتی کی طرح چمکیں اور انھیں خواتین اہل بیت میں بڑی نمایاں حیثیت حاصل ہوئی۔ جود وکرم کے ماحول میں اعلیٰ ترین خاندان میں اور بلند ترین حسب ونسب کی خوشگوار فضا میں سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے نشوونما پائی۔ [2] یہ ازواج مطہرات کی لڑی میں سب کے بعد شامل ہوئیں اور یہ ان خوش نصیب خواتین میں سے تھیں جن کے بارے میں قرآن مجید کا یہ حکم ہے:

﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ﴾

(الاحزاب: ۳۳/ ۳۲)

اے نبی کی بیویو! اگر تم تقویٰ اختیار کیے رکھو تو کائنات کی کوئی خاتون تم جیسی نہیں۔

ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا اور ان کی بہنیں سردار خواتین میں سے تھیں اور یہ ان خوش نصیب

---

[1] مستدرك حاكم (۴/ ۳۰، ۳۳)، مسند احمد (۶/ ۳۲۹)، طبقات ابن سعد (۸/ ۱۳۲، ۱۴۰)، المعارف (ص:۱۳۷، ۳۴۴)، الاستيعاب (۴/ ۳۹۱، ۳۹۵)، اسدالغابة (۶/ ۲۷۲، ۲۷۴)، العبر (۱/ ۸، ۴۵، ۵۷)، مجمع الزوائد (۶/ ۲۴۹)، تهذيب التهذيب (۱۲/ ۴۵۳)، الاصابة (۴/ ۳۹۷، ۳۹۹)، كنزالعمال (۱۳/ ۷۰۸)، شذرات الذهب (۱/ ۲۱۹)، اعلام النساء (۵/ ۱۳۸، ۱۴۰)، ازواج النبى للصالحى (ص:۱۹۷، ۲۰۵)، تفسير القرطبى (۱۴/ ۱۶۷)، جلاء الافهام (ص:۱۹۹)، المجتبى (ص:۹۶)، السمط الثمين (ص:۱۳۱، ۱۳۴)، فتوحات الربانية (۲/ ۳۵)، الكامل لابن الاثير (۲/ ۲۲۷، ۳۰۹، ۳۱۷)، السيرة الحلبية (۳/ ۴۱۶)، تاريخ الطبرى (۲/ ۱۴۳، ۲۱۴، ۲۲۹، ۲۳۰)، السيرة النبوية (۲/ ۶۴۶)، زادالمعاد (۱/ ۳۹۳)، المواهب اللدنية (۲/ ۸۹، ۹۰)، مسند ابى يعلى (۱۲/ ۵۰۶، ۵۲۵)، (۱۳/ ۵، ۳۲)۔

[2] نساء من عصر النبوة (۲/ ۲۸۷، ۲۹۶)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواتین میں سے تھیں جن کے ایمان کی رسول اللہ ﷺ نے گواہی دی۔

اللہ کے رسول ﷺ سے بڑھ کر بھلا اور کس کی گواہی معتبر ہوسکتی ہے؟

ان کی بہن ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا (1) سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی شرف وعزت والی جلیل القدر بیوی تھیں جن سے چھ ہونہار بچوں نے جنم لیا۔ جنھوں نے ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد باقی سب خواتین سے پہلے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

ام الفضل رضی اللہ عنہا نے میمونہ رضی اللہ عنہا کو اپنے ایمان قبول کرنے اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بتایا تو ان کا دل بھی مائل ہوگیا۔ بہرحال انھیں ایمان لانے کے اعتبار سے پہلے گروہ میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ام الفضل رضی اللہ عنہا اپنے خاندان میں اکیلی نہ تھیں جنھوں نے اسلام قبول کیا، بلکہ ان کی ماں کی طرف سے بہن اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے بھی اسلام قبول کیا جو شہید جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ (2) ان کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کی، ان کے بعد پھر یہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حبالہ عقد میں آئیں۔ ان کی دوسری بہن سلمٰی بنت عمیس رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے چچا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی۔ (3) یہ ان عظیم المرتبت خواتین میں سے ہیں جنھوں نے طلوع اسلام ہوتے ہی مکہ معظمہ میں اسلام کی ضوفشانیوں کا بچشم خود مشاہدہ کیا۔

ان تمام سردار خواتین کی والدہ ہند بنت عوف بن زہیر تھیں جو مکہ میں سب سے زیادہ معزز خاتون تھیں۔ جب تقدیر الٰہی کا فیصلہ صادر ہوا کہ ان کی ایک بیٹی رسول اللہ ﷺ کے حبالہ عقد میں آ جائے تو یہ سسرالی رشتے کے اعتبار سے مکے کی سب سے بڑھ کر معزز خاتون بن گئیں۔ ان کے داماد حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ تھے اور آپ کے علاوہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کے چچا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ جو شیر خدا، مرد میدان اور قریش کے کڑیل جوان تھے، نبی کریم ﷺ کے چچا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بھی، اور نبی کریم ﷺ کے چچا کے بیٹے شہید جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی اس کے داماد تھے۔

یہ مذکورہ بالا جلیل القدر شخصیات سب اس خاتون کے داماد تھے۔ اس اعتبار سے وہ مکے

(1) نساء من عصر النبوۃ (۲/ ۲۸۷، ۲۹۶)۔

(2) نساء من عصر النبوۃ (۱/ ۱۸۳، ۱۹۵)۔

(3) نساء من عصر النبوۃ (۱/ ۳۰۷، ۳۱۵)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا نسب نامہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبی تعلق

مضر بن نزار

الیاس	قیس عیلان
مدرکہ	خصفہ
خزیمہ	عکرمہ
کنانہ	منصور
نضر	ہوازن
مالک	بکر
فہر	معاویہ
غالب	صعصہ
لوی	عامر
کعب	ہلال
مرہ	عبداللہ
کلاب	رویبہ
قصی	ہزم
عبد مناف	بجیر
ہاشم	حزن
عبدالمطلب	حارث
عبداللہ	
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ⟷	**سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا**

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب مضر بن نزار پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ جبکہ امہات المومنین کی سیرت کے عنوان پر تحقیقی کتب تالیف کرنے والے اکثر مؤلفین نے باقاعدہ طور پر سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب اس انداز سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا کر پیش نہیں کیا جس انداز سے مکمل سلسلہ دارالابلاغ کی ریسرچ کمیٹی نے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ **الحمد لله علی ذلک**

www.KitaboSunnat.com
محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی سب سے زیادہ معزز خاتون کہلائی۔ اس کے پوتوں میں فقیہ امت مفسر قرآن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے بھی تھے اور شہسوار اسلام، اللہ کی تلوار، مشرکین کو خاک میں ملانے والے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بابرکت اور تقویٰ شعار خاتون تھیں جبکہ ان کے خاوند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور یہ ام المؤمنین، عبداللہ بن عباس اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کی خالہ تھیں۔ کیا ان فضائل ومحاسن سے بھی بڑھ کر کوئی خوبی ہو سکتی ہے؟

دلوں کی آہٹ

ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام میمونہ رکھ دیا۔[1] یہ ابورہم بن عبدالعزی العامری قریشی کی بیوی تھیں۔ یہ عنفوان شباب ہی میں بیوہ ہو گئیں لیکن نور ایمان نے ان کے دل کو چمکا دیا تھا اور روح کو ایمان کی غذا میسر آئی تھی، جس سے ان کا باطن صاف شفاف ہو گیا، ان کا اللہ تعالیٰ پر بڑا مضبوط ایمان تھا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کی گواہی دی۔ یہ ۷ھ ذی القعدہ میں عمرہ قضاء کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئیں۔ ۷ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضا کے لیے مکہ معظمہ تشریف لے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مسلمانوں نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ جلیل القدر صحابی سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ برہنہ شمشیر لہراتے ہوئے یہ شعر پڑھ رہے تھے:[2]

۱. خَلُّوَانِی الْکُفَّارِ عَنْ سَبِیْلِهٖ
خَلُّوْا فَکُلُّ الْخَیْرِ فِیْ رَسُوْلِهٖ

۲. قَدْ اَنْزَلَ الرَّحْمَانُ فِیْ تَنْزِیْلِهٖ
فِیْ صُحُفٍ تُتْلٰی عَلٰی رَسُوْلِهٖ

۳. یَا رَبِّ اِنِّیْ مُؤْمِنٌ بِقِیْلِهٖ
کَمَا قَتَلْنَاکُمْ عَلٰی تَنْزِیْلِهٖ

۴. ضَرْبًا یُزِیْلُ الْهَامَ عَنْ مَقِیْلِهٖ
وَیُذْهِلُ الْخَلِیْلَ عَنْ خَلِیْلِهٖ

---

[1] الاستیعاب (۴/ ۳۹۲)۔ [2] رجال مبشرون بالجنة (۱/ ۱۶۳، ۲۳۳)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کا ازدواجی خاکہ

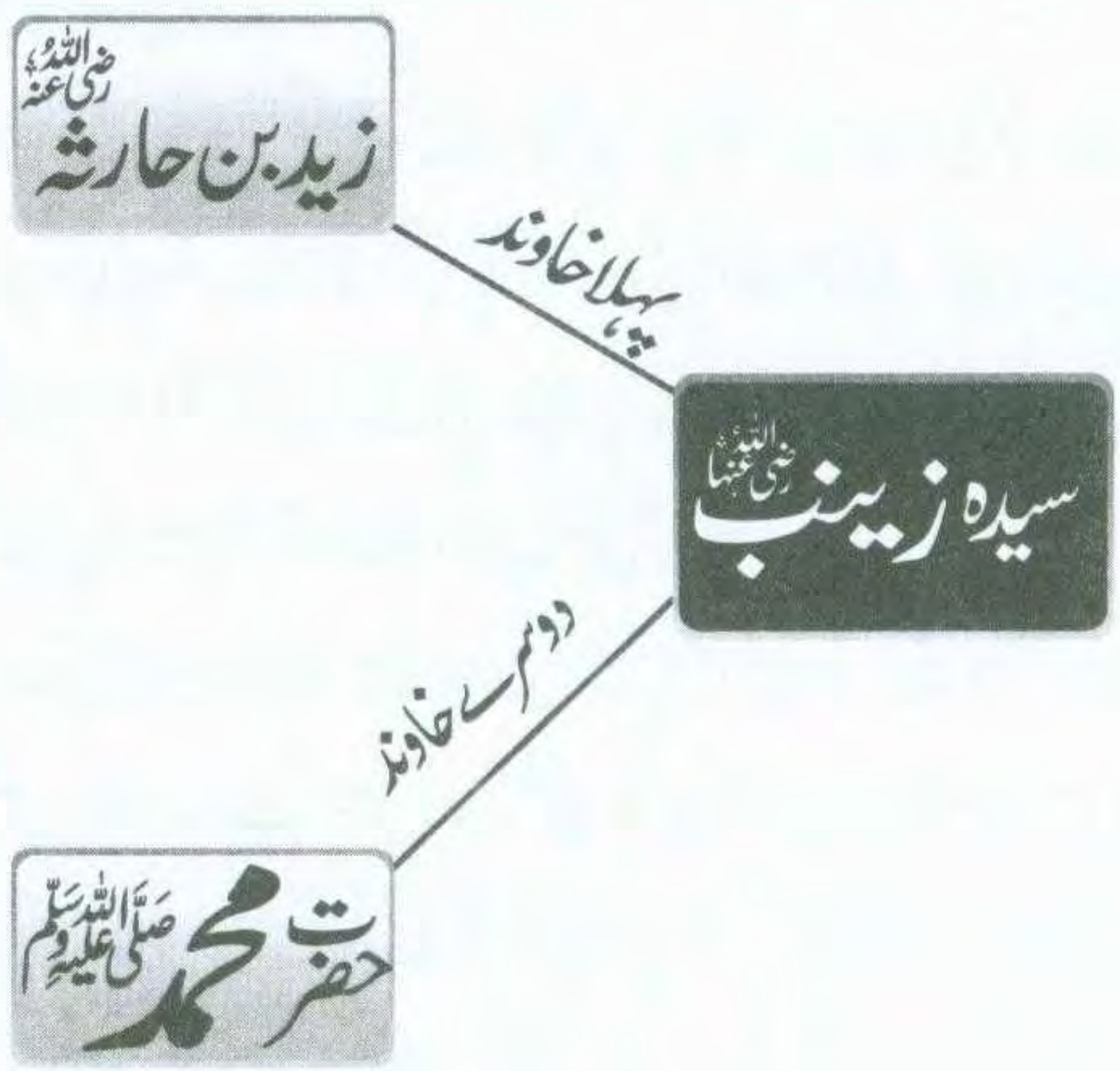

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ اس طرح ہے:

زید بن حارثہ بن شراحیل بن عبدالعزی بن عامر بن نعمان بن عامر بن عبدود بن عوف بن کنانہ بن عوف بن عذرہ بن زید اللات بن رفیدہ بن ثور بن کلب بن وبرہ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) ''کافرو! ان کا رستہ چھوڑ دو چھوڑ دو، اس کے رسول میں خیر ہی خیر ہے۔''

(۲) ''رحمٰن نے اپنے صحیفوں میں ایسی آیات نازل کی ہیں جو اس کے رسول پر بذریعہ وحی پڑھی جاتی ہیں۔''

(۳) ''اے رب! میں اس کی ہر بات پر ایمان لانے والا ہوں۔ (اے کافرو!) ہم نے اس سے مل کر تم سے لڑائی لڑی۔''

(۴) ''ہم نے تمھاری کھوپڑیوں پر ایسی کاری ضرب لگائی جو گہرے دوست کو دوست سے غافل کر دیتی ہے۔''

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے بڑے سکون کے ساتھ سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے رجزیہ شعر سنے اور انھیں بار بار یہ خیال آنے لگا کہ کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیقہ حیات بننے کا شرف حاصل کر سکتی ہے؟ کیا وہ ام المومنین کے درجے پر فائز ہو سکتی ہیں؟ انھیں سوتے جاگتے جو ہر وقت خیال آتا رہتا ہے کیا اسے حقیقت کا روپ بھی مل سکتا ہے۔

انھیں سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے، ان کی سب بہنیں ام الفضل، اسماء بنت عمیس اور سلمیٰ بنت عمیس رضی اللہ عنہن مؤمن ہیں۔

جب ایمان کی خوشگوار ہوا مکے کے گلی کوچوں میں چلنے لگی ان مبارک اور سہانے لمحات میں سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بہن ام الفضل رضی اللہ عنہا سے اپنے دل کی بات کہی، وہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، ان سے کہا کہ کیا میرے دل کی یہ تمنا پوری ہو سکتی ہے؟ کیا میرے دل کی مراد کو پورا کر کے اللہ ان پر اپنا فضل و کرم کر سکتا ہے؟

قرآن نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے دل کی آواز کو ریکارڈ کر لیا۔

آئیے! قرآن کریم سے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی یہ داستان سنتے ہیں:

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا قرآن کریم میں

ہم یہ پہلے بتا چکے ہیں کہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بہن ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا کو اپنے دل کی بات بتا دی تھی، انھیں یہ بتا دیا تھا کہ میری تمنا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیقہ حیات بنوں تاکہ بنو ہلال کو بھی آپ کے ساتھ سسرالی رشتہ دار ہونے کا شرف حاصل ہو، جس طرح اس سے پہلے یہ شرف بنو تیم، بنو عدی، بنو امیہ، بنو مخزوم، بنو اسد اور بنو مصطلق کو حاصل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو چکا ہے۔

حالات و واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ام الفضل رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے یہ بات نہ چھپائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے سیدہ میمونہ بنت الحارث الہلالیہ رضی اللہ عنہا کے دل کی تمنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کے بیٹے سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا تا کہ آپ کا نکاح ان سے کر دے۔

جب سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نکاح کا اہتمام کرنے کے بعد ان کے ہاں سے نکلے تو اس سے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی، وہ اسی وقت اونٹ پر سوار ہوئیں اور وادی بطحاء میں نصب کیے گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے میں پہنچ گئیں۔ جب اس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر پڑی تو یہ عرض کیا: اونٹ اور جو کچھ اس پر ہے وہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے از خود وہاں پہنچ جانے پر لوگوں نے بہت باتیں کیں کہ یہ چند لمحات انتظار نہ کر سکیں۔ انھوں نے اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہبہ کر دیا۔ ان کا نام برہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام میمونہ رکھ دیا۔

جن کے دلوں میں بیماری تھی انھوں نے بھانت بھانت کی بولیاں بولیں لیکن سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے صدق دل کے ساتھ یہ قدم اٹھایا تھا۔ منافقین نے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے بے پر کی اڑائیں، لوگوں کی آنکھوں میں دھول ڈالی اور مسلمانوں کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کیے۔ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر آیات نازل کیں جو قیامت تک پڑھی جائیں گی تا کہ لوگوں کے دلی مرض کو جڑ سے اکھاڑ دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ إِنَّآ أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَٰجَكَ ٱلَّٰتِيٓ ءَاتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّآ أَفَآءَ ٱللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّٰتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَٰلَٰتِكَ ٱلَّٰتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَٱمْرَأَةً مُّؤْمِنَةً إِن وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ ٱلنَّبِيُّ أَن يَسْتَنكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِن دُونِ ٱلْمُؤْمِنِينَ ۗ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيٓ أَزْوَٰجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۗ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ ﴾ (الاحزاب: ۳۳/۵۰)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ